# SENATE OF PAKISTAN

# SENATE DEBATES

*Wednesday, May 17, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes after ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*Recitation from the Holy Quran*

---

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عاديتم منهم مودة والله قديرO والله غفور رحيم O لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين و لم يخرجوكم من دياركم ان تبرو هم و تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين O

ترجمہ: عجب نہیں کہ خدا تم اور ان لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو ، دوستی پیدا کر دے اور خدا قادر ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔ جن لوگوں سے تم نے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ۔ ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا ۔ خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

# SENATE OF PAKISTAN

# SENATE DEBATES

*Wednesday, May 17, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes after ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*Recitation from the Holy Quran*

---

بسم اللّٰہ الرحمن الرحيم

عسى الله ان يجعل بينكم و بين الذين عاديتم منهم مودة والله
قديرO والله غفور رحيم O لا ينهكم الله عن الذين لم
يقاتلوكم فى الدين و لم يخرجوكم من دياركم ان تبرو هم و
تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين O

ترجمہ: عجب نہیں کہ خدا تم اور ان لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو ، دوستی پیدا کر دے اور خدا قادر ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔ جن لوگوں سے تم نے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ۔ ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا ۔ خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

## LEAVE OF ABSENCE

**جناب چیئرمین۔** .Leave applications جناب جہانگیر بدر صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔اس لئے انہوں نے اس اجلاس ----

**جناب حسین شاہ راشدی۔** سر آ گئے ہیں۔

**جناب چیئرمین۔** آ گئے ہیں۔ ۵۵ ویں سیشن کے لئے انہوں نے درخواست کی ہے۔ وہ تو اس پورے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ تو ان کی درخواست آپ کو منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی )

**جناب چیئرمین۔** محترمہ فضہ جونیجو صاحبہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے وہ اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی ۔ انہوں نے اس اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی )۔

## POINT OF ORDER.

## RE: SUMMER VACATIONS IN EDUCATIONAL INSTITUTIONS OF ISLAMABAD.

**جناب چیئرمین۔** جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں ایک دو انسانی مسائل جو اسلام آباد سے متعلق ہیں ، حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ جناب! اولاً تو یہ کہ آج کل گرمی کی شدت میں اضافہ ہوا ہے ، اخبارات میں بھی آیا کہ لو لگنے کے واقعات ہوئے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے تو خصوصاً heat stroke اور sun stroke کے لئے acceptable ہوتے ہیں تو جناب والا! ایجوکیشن منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں ، اسپیشل ایجوکیشن کے منسٹر صاحب غالباً موجود ہیں ، بہرکیف ایجوکیشن کا لفظ تو دونوں کے لئے کامن ہے ، میری گزارش ہے کہ اس وقت جبکہ ۴۵ ڈگری سنٹی گریڈ ٹمپریچر ہوتا ہے ، اگر سکولوں کو بند کیا جائے تو بہتر ہو گا۔

## POINT OF ORDER RE: SHORTAGE OF DRINKING WATER IN SECTOR G-10, ISLAMABAD.

دوسری بات یہ ہے جناب والا! پچھلے سال کی طرح G/10 کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہاں پر پانی نہیں آ رہا ہے - لوگ پینے کے پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور بہت زیادہ تکلیف ہے لوگوں کو - سی ڈی اے نے بڑا اچھا کام کیا کہ پچھلے سال کی صورت حال کو دیکھ کر انہوں نے ہنگامی بنیادوں پر کنوئیں کھودے لیکن سنا ہے کہ اب واپڈا کے افسران اور سی ڈی اے کے درمیان ایک دوسرے کو اپنی افسری شان دکھانے کے لئے یا اپنی مونچھیں دکھانے کے لئے اس کے کنکشن نہیں دیئے جاتے - بیچارے مکین suffer کر رہے ہیں- خدا کے لیے ان کو بتایا جائے کہ جناب! آپ اپنی افسری ایک دوسرے کو دکھاتے ہیں تو یہ مسئلے کا حل نہیں- کم از کم پانی کے مسئلے میں آپ اپنا طمطراق ایک طرف رکھیں اور یہ کنکشن جلدی جلدی دیئے جائیں تاکہ پانی کا مسئلہ حل ہو سکے-

جناب چیئرمین- کیا G/10 میں کنکشن نہیں مل رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد ریحان- جناب! سارے اسلام آباد میں جتنے نئے کنوئیں کھودے گئے ہیں -

جناب چیئرمین-جنرل صاحب! آپ جواب دیں گے؟

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Last time I think, the honourable Senator must have seen the discussion first between the Chairman and the Television people and then secondly they reverted to the WAPDA people. Now they have already provided 10 connections. According to the CDA priority they are being worked out. But I mean, I will not accept that. What we will do after going out from here, we will get hold of the Chairman, WAPDA and we will hurry this because these entanglements should not come in between the CDA and WAPDA as to procedure as to what is their priority. If the tube wells are ready, they should be made to function, they should be operative. So that we will do today. The other one with regard to the schools,

they are being closed from the 1st of June. Now secondly, I think most people would not want their children to miss these few days of schooling. So they are with us and I think, the exams are also going and most of them are complete. So, from the 1st of June, the schools are being closed.

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے۔ جناب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

## RE: KIDNAPPING OF 13 OGDC EMPLOYEES.

ڈاکٹر عبدالحئی ۔ جناب چیئرمین شکریہ۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک اہم مسئلے پر۔ او جی ڈی سی کے تیرہ ملازمین کافی دنوں سے اغواء ہو ئے ہوئے ہیں اور ابھی تک ان کی بازیابی نہیں ہوئی ہے اور یہ بات وفاقی حکومت کے علم میں بھی ہے، پنجاب کی حکومت کے علم میں بھی ہے کہ یہ کہاں رکھے ہوئے ہیں اور ان کے جو مطالبات ہیں وہ بھی عجیب و غریب مطالبات ہیں وہاں جو قبائلی تعصب چل رہا ہے بگٹی اور مزاری کے درمیان وہ اس کو اس سے منسلک کر رہے ہیں ۔ یہ چھوٹے ملازمین ہیں غریب لوگ ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کس کام کی ہے ؟ کس غرض سے ہے ؟ اور اس کے علاوہ بلوچستان میں ایک انجنیئر اور واپڈا کے ایکسین بھی اغواء ہوئے ہیں، وہ بھی کسی اور طریقے سے آئے ہیں۔ اخبارات آپ پڑھیں جناب والا! تو ڈکیتی، قتل اور اغواء برائے تاوان اور پولیس اور ڈاکوؤں کا مقابلہ ہی ہوتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ جو ملک کے اندر ہے وہ کس کام کی ہے ؛ حکومت کس مقصد کے لئے ہے ؟ یہاں دعویٰ کیا جاتا ہے ---

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہوا کہ بازیابی نہیں ہو رہی، اغواء ہو گئے ہیں، اصل مقصد تو یہ ہے ۔تقریر کا موقعہ اور بھی آ جائے گا لیکن جو آپ نے نکتہ اٹھا دیا ہے وزیر داخلہ صاحب سے پوچھ لیتے ہیں کہ کیا ہوا ہے ۔ خان صاحب! آپ اس مسئلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

پروفیسر این ڈی خان۔ جناب چیئرمین بہت شکریہ ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو kidnap ہوئے ہیں ان کے سلسلے میں حکومت نے full efforts کی ہوئی ہے اور جنگلات کی ناکہ بندی بھی کی ہوئی ہے ۔لیکن جیسا کہ آپ کے علم میں ہے---

Mr. Chairman: He is talking about the O.G.D.C.

**پروفیسر این ڈی خان**۔ اس کے لئے پوری efforts کی جا رہی ہیں اور آپ کے علم میں ہوگا کہ کافی طویل عرصے سے امن و امان کا مسئلہ رہا ہے لیکن یہ پہلا ایسا واقعہ ہے اور حکومت نے seriously اس کا نوٹس لیا ہوا ہے and I assure کہ انشااللہ کسی وقت بھی ان کو بازیاب کیا جا سکتا ہے۔

**جناب چیئرمین**۔ شکریہ۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

## RE: PRODUCTION OF SENATOR IN THE HOUSE UNDER PRODUCTION ORDERS BY THE CHAIRMAN.

**سید اشتیاق اظہر**۔ شکریہ جناب چیئرمین میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے شیخ آفتاب سینیٹر کو یہاں لانے کے لئے کہا تھا لیکن آج بھی وہ اس اجلاس میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ جناب وزیر قانون نے کل گفتگو کی تھی، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تازہ ترین پوزیشن کیا ہے اس بارے میں ؟

**جناب چیئرمین**۔ جناب رضا ربانی صاحب۔

**میاں رضا ربانی**۔ شکریہ جناب آپ سے ابھی چیمبر میں میری بات ہوئی تھی اس مسئلے پر رات کو، آپ کے علم میں ہے دس بجے اجلاس ختم ہوا اور اس کے بعد ہم صبح دس بجے پھر یہاں پر تھے۔ میں اس وقت سے کوشش میں ہوں کہ چیف سیکرٹری یا ہوم سیکرٹری سے بات کرکے یہ بات پتہ کروں کہ کیا وجہ ہے ؟ ایک set procedure تھا جس کے تحت وہ آ رہے تھے۔ اب دو آئے ہیں اور ایک نہیں آئے۔ میرا ابھی تک رابطہ نہیں ہوا وقت کی قلت کی وجہ سے، اس لئے اگر تھوڑا سا وقت دے دیں تو میں بتا دوں گا۔

**جناب چیئرمین**۔ جناب اجمل خٹک صاحب۔

**جناب محمد اجمل خان خٹک**۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کی وساطت سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ set procedure کے کیا معنی ہیں ؟

**جناب چیئرمین**۔ اس مرتبہ یہ ہوا کہ دو سینیٹرز آگئے ہیں اور ایم کیو ایم کے سینیٹرز ابھی تک تو باوجود مشکلات کے حکومت لاتی رہی ہے، اس بار تیسرا سینیٹر نہیں آیا تو وزیر صاحب

کہہ رہے تھے کہ میں رابطہ کرکے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ کیا مسئلہ ہو گیا ہے ؟ کیا پروسیجر میں فرق آ گیا ہے؟، کوئی اور نئے کیسز بن گئے ہیں ؟ وہ مجھ سے ملے تھے اور کہا کہ میں رابطہ نہیں کر سکا کیونکہ صبح اجلاس بلا لیا گیا ہے۔ اس لیے میں رابطہ کرکے کل پوزیشن پتہ کرکے آپ کو تفصیلات سے آگاہ کر دوں گا۔ وہ کوشش کر رہے ہیں ۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر۔** جناب والا! وزیر صاحب رابطہ کرکے ایک گھنٹے میں اپنا بیان دیں، کراچی کوئی دور نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے بھی اپنا لائحہ عمل اس کے متعلق تیار کرنا ہوتا ہے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد ہمیں بتائیں کہ کیا پوزیشن ہے ؟

**جناب چیئرمین۔** اچھا ۔ اب ڈاکٹر ریحان صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔ تحریک استحقاق نمبر ا ۔

**Mian Raza Rabbani:** Sir, I have to make a request on this. I have just got a request from the Minister concerned that he was informed at about 9. 30 this morning and he has to accompany the Prime Minister for the opening of a certain thing at Khan Garh. So, he has requested if it could be deferred till tomorrow. Sir, he would be coming tomorrow.

**جناب چیئرمین۔** ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھ دیں۔

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ والے مسلسل کئی مہینوں سے ، ستمبر 1994 سے مجھے غلط بل بھیجتے رہے ہیں اور اس پر بڑا وقت خرچ ہوتا ہے اور اخراجات بھی آ جاتے ہیں کیونکہ ان کے دفتروں میں جانا پڑتا ہے کہ ان بلوں کو درست کیا جائے ۔ جناب! سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ کے اس unbecoming attitude سے میرے استحقاق میں بھی شگاف پڑ گیا ہے اور اس پورے ایوان کے استحقاق میں شگاف پڑ گیا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک کو privilege committee کے حوالے کیا جائے ۔

**جناب چیئرمین۔** آج ہمیں وزارت پٹرولیم کی طرف سے باقاعدہ request بھی آئی

ہوئی ہے کہ وزیر صاحب کسی تقریب میں چلے گئے ہیں' اس لیے اس کو defer کر دیتے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ ٹھیک ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اگلی تحریک استحقاق سید قاسم شاہ صاحب کی ہے ۔ سید قاسم شاہ صاحب۔

PRIVILEGE MOTION. RE: MISBEHAVE BY THE GOVT. OFFICER WITH THE SENATOR.

سید قاسم شاہ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان بالا میں درج ذیل تحریک استحقاق پر غور فرمائیں ۔

میں ۲۸ مارچ ۱۹۹۵ کو عوامی متعلقہ امور سے متعلق وزارت خارجہ کے ڈائریکٹر جنرل (یورپ) سے ملنا چاہتا تھا ۔ بحیثیت رکن سینٹ یہ ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ عوام کی تکالیف و مشکلات متعلقہ حکام تک پہنچائیں جس کی وضاحت آئین پاکستان میں موجود ہے۔ ڈائریکٹر جنرل آصف ایزدی نے انتہائی ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور مسائل پر بحث کرنے سے انکار کیا ۔ مزید برآں انہوں نے مجھے سیکشن آفیسر سے ملنے کی ہدایت کی ۔ جبکہ سیکشن آفیسر ایسے امور کے لیے دائرہ اختیار ہی نہیں رکھتا۔

میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں۔ گزشتہ ۱۰ سالوں سے مختلف عہدوں پر فائز رہا ہوں ۔ سابق وزیر رہا ہوں اور اس کے علاوہ میری ایک عوامی background ہے ۔

متعلقہ ڈائریکٹر جنرل کے رویہ کی وجہ سے میری عوامی نمائندگی کے فرائض میں خلل پڑا جس کی وجہ سے میرا ذاتی' آئینی استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا مناسب کارروائی کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed.?

Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to submit that if a day's time could be given, I will find out about this because I don't think this would fall within the ambit of a privilege motion. But nevertheless, since it affects an honourable member of this House, if I could be given today's time to collect the

details -----

جناب چیئرمین۔ اگر افسر بات کرنے کو تیار نہیں ہیں تو ---

I think, it does affect the performance of an honourable member.

ایک ممبر پارلیمنٹ جس کی ایک نمائندہ حیثیت ہے وہ کسی دفتر میں کسی آفیسر سے بات کرنے جاتا ہے اور آفیسر بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا اور آپ کہتے ہیں کہ استحقاق ہی نہیں بنتا تو اس سے بڑا استحقاق اور کیا ہوتا ہے ؟ اور ممبر کا کام کیا ہے ؟ اگر عوام کی نمائندگی نہیں کر سکتا وہ مسائل پیش نہیں کرسکتا، تو پھر اس کے ممبر ہونے کا مقصد کیا ہے ؟

Mian Raza Rabbani: Sir, this is what I have said that letme get the facts today and then tomorrow we will take a serious note of this. Because, as I said that it...

جناب چیئرمین۔ نہیں، اگر افسر بات کرنے کو بھی تیار نہیں ہے تو I think, it does affect the performance and functions of a member. یعنی ایک ممبر پارلیمنٹ جس کی نمائندہ حیثیت ہے وہ کسی دفتر میں کسی افسر سے بات کرنے جاتا ہے اور افسر بات کرنا گوارا نہیں کرتا تو پھر اس سے بڑا اور کونسا privilege بنتا ہے۔ اگر ممبر عوام کی نمائندگی نہیں کرسکتا وہ مسائل پیش نہیں کر سکتا تو پھر اس کا کام کیا ہے ؟

میاں رضا ربانی۔ جناب! میں یہی عرض کر رہا ہوں۔

Sir, this is what I said that let me get the fact today and then tomorrow I will take serious note of this.

Mr. Chairman: As I said, *prima facie* I do not agree with you, this is one of the basic functions of the member

in these matters I would not be guided یعنی یہ مسئلہ ہے، پاکستان میں اور بھی زیادہ ہے by English tradition. یہاں پر تو مسائل کے لئے ممبر ہوتا ہے کیونکہ عام آدمی کی پہنچ نہیں ہوتی۔ یہ تو ایک رابطہ ہے کہ ایک ممبر افسر کے پاس گیا کہ مجھے یہ تکلیف ہے اور افسر صاحب کہتے ہیں کہ میں آپ کی بات نہیں سنتا، کلرک سے جا کر ملو۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I can assure you that if the case is like that I will be the first person to say that this matter be referred to the Privilege Committee.

جناب چیئرمین۔ چلو کل میں دیکھتا ہوں ۔ جناب اجمل صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب! میں بھی اس بارے میں آپ کے ذریعے ہاؤس اور حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایک ممبر کا نہیں ہے ۔ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو یہ اس ہاؤس کے استحقاق کا مسئلہ ہے کہ اس ہاؤس کے معروف و مشہور اور ذمہ دار رکن کی یہ پوزیشن ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکومت صرف چند یا ایک دو شخصیتوں کو اہمیت دیتی ہے یا ان کی حکومت ہے یا ان کی یہاں بادشاہی ہے ۔ چہ جائیکہ وہ اتنی بڑی شخصیت کو ملنا گوارہ نہیں کرتے۔ تو یہ بہت اہم واقع ہے اور جس سادگی سے وزیر صاحب نے اس کو لیا ہے ہمیں اس امر پر بھی افسوس ہے اور اس لئے ہم اس پہ زور دینا چاہتے ہیں کہ اس کو اتنا آسان نہ چھوڑا جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی تک پہنچا دیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ ان کی وضاحت کل دیکھ لیتے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I think, just a wrong light is being given, I would again reiterate that we are committed to upholding the dignity of all the members and particularly in reference with the attitude of the bureaucracy, they are answerable to the House, they are answerable to the members, that is not the position but all I said was that if time could be given till tomorrow to acertain the fact and I would be the first person to say that this matter be referred to the Committee.

جناب چیئرمین۔ انگلستان میں جس کی روایات ہم اپناتے ہیں سب سے بڑی threat کسی کو یہ ہوتی ہے کہ I am going to write to my member of Parliament. This is

and that alone is sufficient کہ میں اس کو لکھ رہا ہوں the biggest threat for anybody we will see tomorrow. یہاں پر حالات مختلف ہیں۔ بہرحال! to put the man in his pot.

سید اشتیاق اظہر۔ جناب! اس استحقاق کی کاپی وزیر صاحب کو ریفر ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی؟

جناب چیئرمین۔ نوٹس گیا ہوا ہے۔ Now certain Ordinances have to be laid, N.D. Khan Sahib.

## LAYING OF ORDINANCES

Prof. N.D. Khan: Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by clause(2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

1. The Pakistan Standards Institution (Certification Marks) (Amendment) Ordinance, 1995 (XXXIII of 1995).
2. The Cotton Standardization Ordinance, 1995 (XXXIV of 1995).
3. The Code of Criminal Procedure (Amendment) Ordinance, 1995 (XXXV of 1995).
4. The Pakistan Telecommunication Corporation (Amendment) Ordinance, 1995 (XXXVI of 1995).
5. The Oil and Gas Development Corporation (Amendment) Ordinance, 1995 (XXXVII of 1995).

Mr. Chairman: The Ordinances stand laid.

کل جو آپ نے Ordinances lay کئے، آج تو باقاعدہ ترتیب آ رہی ہے لیکن کل جو آپ نے Ordinances lay کئے اس میں کچھ missing تھے۔ کیا وہ غلطی سے رہ گئے یا کوئی اور بات تھی۔ آج دیکھیں 3, 34, 35, 36

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! اس کا جواب میں ان کی طرف سے دے دیتا

ہوں۔ کیونکہ میں نے کل معلوم کیا تھا۔ جو آرڈیننسز رہ گئے ہیں' ان میں سے کچھ تو وہ آرڈیننس ہیں جو فنانس کے متعلق ہیں ' ویلتھ ٹیکس وغیرہ ہے ' اس لئے وہ یہاں نہیں آنے تھے۔ اس لئے غالباً وہ lay نہیں ہو سکے۔ لیکن ایک بات جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کل آٹھ آرڈیننسز حکومت نے ایوان میں پیش کئے۔ اور آج پانچ کئے۔ کل یا پرسوں بھی کوئی پروگرام ہے کہ ہر روز آرڈیننسز lay ہوں گے یا یہ آرڈیننسز کل issue ہوئے ہیں اس لئے آج آپ نے پیش کئے۔ کیونکہ اس طرح تو ہمیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ جس وقت چاہیں جتنے آرڈیننسز چاہیں پیش کردیں۔ طریقہ کار یہ ہے کہ جتنے بھی آرڈیننسز ہوں وہ سارے ایک لسٹ میں' ایک وقت میں پیش کردیں تاکہ ہمیں یہ نوٹس ہوجائے کہ یہ آرڈیننسز ہوئے ہیں۔ کل آٹھ ہوئے' آج پانچ ہوئے' کل چار کریں گے' اور پھر اگلے دن کریں گے' کیا ہر روز آرڈیننسز issue ہوتے ہیں؟ اس بات کی کیا وجہ ہے کہ ہر روز یہ آٹھ اور پانچ کرتے ہیں؟

میاں رضا ربانی۔ جناب! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہمیشہ یہی روایت رہی ہے کہ جو Ordinances during the period prior to the Session ہوتے ہیں ان کو ہم break-up کرکے during the course of the Session, they are laid. اور کل بھی میں نے اشارۃً اور openly کہا تھا' آج بھی جو ان کا fear ہے اس کو میں lay کرتا ہوں۔

We have reached 37, that is 39, they need not to worry, it is being laid.

Mr. Chairman: Yesterday, I have noticed that there was some..

*(interruuption)*

میاں رضا ربانی۔ آپ کی بات تو بالکل درست ہے۔ میں اپوزیشن کی بات کر رہا تھا کہ ہمیشہ یہی روایت رہی ہے۔ نیشنل اسمبلی میں بھی اور سینٹ میں بھی کہ ان کو break-up کرکے during the course of the Session, they are laid.

Mr. Chairman: O.K. The next is President's Address. Ihsanul Haq Piracha Sahib.

Mian Raza Rabbani: Today, in the Order of the Day, because of Rule 33, we are not taking that. So, it would not be repeated.

**Mr. Chairman:** So item No.3 has wrongly been put up in the agenda. Yes, Ihsanul Haq Piracha Sahib.

## FURTHER DISCUSSION ON PRESIDENTIAL ADDRESS.

**جناب احسان الحق پراچہ-** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے صدر کے خطاب پر مجھے موقع فراہم فرمایا- جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں صدر مملکت کے خطاب کے دوران جو غیر معمولی ہنگامہ آرائی ہوئی اس کی پارلیمانی زندگی میں مثال نہیں ملتی- اور اس واقعہ پر ہر ذی شعور پاکستانی خواہ ملک کے اندر ہے یا ملک سے باہر' اس نے اس واقعہ کی شدید مذمت کی اور اس محاذ آرائی کی سیاست پر تشویش کا اظہار کیا- جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کا وقار قائم کرنا اور جمہوری روایت کی پاسداری ہم سب کی ذمہ داری ہے اور زندہ قومیں اپنے منتخب ایوانوں کا تقدس بحال رکھنے میں ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں-

جناب چیئرمین! آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ صدر مملکت جب اپنی ایک آئینی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے ایوان میں تشریف لائے اور اپنی تقریر شروع کی اس وقت اپوزیشن نے صدر مملکت کی نہ صرف آئینی ذمہ داری کو روکنے کی کوشش کی بلکہ physical assault بھی کرنے کی کوشش کی گئی- یہ تو خوش نصیبی تھی کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران نے ان کا راستہ روکا' وہ ان کے سامنے ایک دیوار بن گئے ورنہ بہت ممکن تھا کہ اپوزیشن کے ممبران اسٹیج پر چڑھ کر جناب صدر مملکت پر physical assault کریں- مجھے خوشی ہے اس بات کی کہ اس تمام عمل میں سینٹ کے ممبران شریک نہیں ہوئے' وہ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہے اور ممبران قومی اسمبلی نے اس میں حصہ لیا- جناب چیئرمین! تین سال قبل اس وقت کی اپوزیشن جو آج کل برسراقتدار ہے' نے صدر غلام اسحاق صاحب کی تقریر کے دوران go Baba go کے نعرے لگائے اور پھر ڈیسک بجا کر ایوان سے نکل گئے- اس سے زیادہ اس وقت کی اپوزیشن نے کوئی کارروائی نہیں کی- جناب چیئرمین! اس وقت کے ——————

(اس موقع پر چیئرمین وسیم سجاد کی جگہ' ڈپٹی چیئرمین' میر عبدالجبار نے کرسی صدارت سنبھالی)

**جناب احسان الحق پراچہ :** جناب چیئرمین! اس provocation کے باوجود اس تمام

ہنگامہ آرائی کے باوجود صدر مملکت نے بڑے اطمینان اور بردباری سے اپنا آئینی فریضہ ادا کیا اور اپنی تقریر مکمل کی، میں اس پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! صدر پاکستان کا کردار بطور صدر اور اس سے پہلے ان کی سیاسی زندگی میں بے داغ اور شفاف ہے۔ مجھے بھی دوسرے صاحبان کی طرح ان کے ساتھ حکومت میں اور پھر اپوزیشن میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملا اور میں بڑے وثوق سے یہ اعلان کرنے میں خوشی محسوس کروں گا کہ صدر پاکستان کا سیاسی کیرئیر صدر مملکت بننے سے پہلے اور صدر مملکت بننے کے بعد بالکل شفاف ہے لیکن اپوزیشن نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان کی کردار کشی شروع کی ہے جو کہ قابل مذمت ہے۔ میں اپوزیشن سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہر بات کی مخالفت نہ کیا کریں۔ اگر کسی کے خلاف حقیقت میں کوئی بات ہو تو پھر تو وہ ضرور تنقید کریں، لیکن تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین! اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ سیاست میں polarisation ہے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ مخالفت برائے مخالفت سوسائٹی کے fibre کو تباہ کر رہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ صورتحال ختم ہونی چاہیئے temperature اس وقت بڑھا ہوا ہے اس کو cool down ہونا چاہیئے۔ جناب وزیراعظم صاحبہ اور حکومت کے دوسرے وزراء وقتاً فوقتاً اپوزیشن کو دعوت دیتے ہیں کہ حکومت کے ساتھ بیٹھ کر مسائل کو حل کیا جائے اور میرے خیال میں مسائل کا حل بھی یہی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن بیٹھ کر اپنے مسائل کو حل کریں۔ جناب چیئرمین! اپوزیشن نے تو گزشتہ انتخابات کے نتائج کی سیاہی بھی خشک نہیں ہونے دی تھی اورحکومت کے خاتمے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ حالانکہ الیکشن کے فوراً بعد میاں نواز شریف جو اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، انہوں نے الیکشن کے شفاف ہونے کا خود اقرار کیا تھا اور مانا تھا کہ انتخابات بالکل صاف ستھرے ماحول میں ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت بننے کے فوراً بعد ان کو کیا ہو گیا اور انہوں نے مطالبہ شروع کر دیا کہ دوبارہ مڈٹرم الیکشن کرائے جائیں، مڈٹرم الیکشن کرائے جائیں۔ جناب! جب نیشنل اسمبلی معرض وجود میں ہے، حکومت بنی ہوئی ہے، حکومت ہٹانے کے لئے آئین کے تحت راستے موجود ہیں، وہ حکومت کے خلاف no confidence لا سکتے ہیں لیکن یہ مطالبہ کرنا کہ مڈٹرم الیکشن کرائے جائیں، بالکل ناجائز ہے۔ حکومت کو اپنی ٹرم پوری کرنی چاہیئے اور انشاء اللہ مجھے یہ یقین ہے کہ حکومت اپنی ٹرم پوری کرے گی اور اپنی ٹرم پوری کرنے کے بعد ہی ملک میں انتخابات کرائے جائیں گے اور پھر قوم کو یہ حق ہے کہ اگر

حکومت کی کارکردگی ناقص رہی ہے، حکومت عوام کی توقعات پر پوری نہیں اتری تو آئندہ الیکشن میں عوام اس پارٹی کو رد کر دیں گے۔ لیکن پارٹی کا یہ حق ہے کہ جس عرصے کے لئے عوام نے اسمبلی کو منتخب کیا ہے اس کو وہ ٹرم پوری کرنی چاہیئے اور اپنے منشور کے مطابق پاکستان کی، پاکستان کے عوام کی خدمت کرنی چاہیئے اور جو وعدے عوام سے انتخابات کے دوران پارٹی نے کئے تھے، وہ پورے کرنے چاہیئیں۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت عوام کے ساتھ کئے گئے وعدے اورمنشور میں جو پروگرام پارٹی نے دیا تھا، ان کو پورا کرے گی اور ہم ان پر ہی عمل پیرا ہیں ۔ اس کے بعد پھر فیصلہ عوام کے ہاتھ میں ہے کہ آیا وہ اپوزیشن کو کامیاب کراتی ہے یا پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیاب کراتی ہے۔

(مداخلت)

جناب احسان الحق پراچہ: نہیں، آپ تو ہمارے ساتھی ہیں۔ گزشتہ حکومت کے دور میں اب تو یہ سب پر عیاں ہو گیا ہے کہ ملک کی اقتصادی صورت حال دگر گوں تھی اور اس صورت حال کے متعلق کیئرٹیکر پرائم منسٹر نے جن کا نام خود آج کل کے لیڈر آف دی اپوزیشن نے تجویز کیا تھا یعنی جناب معین قریشی صاحب نے جب حلف اٹھایا تو حلف اٹھانے کے فوراً بعد انہوں نے تصدیق کی کہ ملک اقتصادی طور پر دیوالیہ ہو چکا تھا۔ حکومت کے پاس اپنے سرکاری ملازمین کو تنخواہ دینے کےلئے بھی اگلے مہینے کے پیسے نہیں تھے اور ملک کا زر مبادلہ lowest step پر پہنچ چکا تھا۔ اور ملک کے خزانے میں زرمبادلہ پندرہ دن کا بھی نہیں تھا کہ ہم اپنی امپورٹ کر سکتے۔ اس صورت حال میں جناب! الیکشن ہوئے اور اس صورت حال میں محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا اور اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے وہ آج تک کوشاں ہیں کہ جو سابقہ حکومت کی غلط کاریاں ہیں ان کو صحیح کیا جائے۔ جناب! مسلسل خسارے کی سرمایہ کاری کی وجہ سے جس پر کہ سابقہ حکومت عمل کر رہی تھی، دھڑا دھڑ کرنسی نوٹ چھاپے گئے جس سے افراط زر میں اضافہ ہوا اور آج ہماری کوشش ہے کہ افراط زر کو اس لیول سے نیچے لایا جائے۔ افراط زر میں اضافے سے عوام کی مشکلات بڑھیں، مہنگائی بڑھی اور حکومت کوشش کر رہی ہے کہ کسی طریقے سے افراط زر کو روکا جائے، deficit finance کو روکا جائے۔ ہماری حکومت نے گزشتہ ڈیڑھ سال میں یہ کوشش کی ہے کہ کم سے کم deficit finance کی جائے۔

جناب چیئرمین! نج کاری کا عمل ہماری حکومت نے شروع کیا۔ ہماری حکومت نے پہلے یہ فیصلہ ۸۸۔۹۰

میں کیا کہ پرائیویٹائزیشن ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے ملک میں ترقی ہوسکتی ہے اور انڈسٹریز چل سکتی ہیں۔ ہم نے عمل کیا اور سابقہ حکومت نے بھی اس پر عمل کیا۔ لیکن سابقہ حکومت نے نج کاری کے عمل کو بجائے شفاف بنانے کے مشکوک کیا۔ جس کی دو تین مثالیں میں اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک مثال تو مسلم کمرشل بنک کی تھی۔ مسلم کمرشل بنک کی سیل ہم نے اپنے ایجنڈے پر بھی رکھی تھی لیکن ہماری حکومت ختم ہو گئی اور سابقہ حکومت نے اس پر کام شروع کیا۔ انہوں نے اپنے پسندیدہ صنعتکار کو مسلم کمرشل بنک فروخت کیا۔ حالانکہ موجودہ پارٹی جو اس وقت بنک کو چلا رہی ہے اس سے کہیں زیادہ رقم دوسرے صنعتکار نے آفر کی لیکن ان کو بنک نہ دیا گیا۔ اس کے بعد میں ڈیرہ غازی خان سیمنٹ فیکٹری کے متعلق عرض کروں گا کہ ڈیرہ غازیخان سیمنٹ فیکٹری کی بھی حالت ایسی ہوئی کہ اپنے پسندیدہ صنعتکار کو دی گئی۔ اور غالباً نج کاری کمیشن کے شفاف نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کے چیئرمین پرائیویٹائزیشن کمیشن، اس وقت پابند سلاسل ہیں اور ان کے خلاف کیس چل رہا ہے۔ لیکن اس کے عکس جب ہماری حکومت برسراقتدار آتی ہے --- یہ تو دو مثالیں ہیں، اور بھی کئی کارخانے ایسے ہیں جو اس طریقہ سے اپنی من پسند پارٹیز کو دیئے گئے اور قومی دولت کو لٹایا گیا۔ جناب جب ہماری حکومت برسراقتدار آئی تو ملک میں اقتصادی حالت بدتر تھی اور توانائی کی حالت بھی شدید بحران میں تھی، ملک کو لوڈ شیڈنگ کی مشکلات کا سامنا تھا اور لوڈشیڈنگ کی وجہ سے انڈسٹریز کو نقصان پہنچا، انڈسٹریز کی کارکردگی affect ہوئی، نہ صرف انڈسٹریز کو نقصان پہنچا اور ان کی کارکردگی affect ہوئی بلکہ agriculture sector میں ٹیوب ویل بھی لوڈشیڈنگ کی زد میں آگئے اور کئی کئی گھنٹے متواتر ٹیوب ویل بند رہتے تھے اور ٹیوب ویل بند رہنے کی وجہ سے زراعت کو بھی نقصان پہنچا۔ لیکن جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد پہلے یہ تہیہ کیا کہ بغیر انرجی کے ملک ترقی نہیں کرسکتا اور insfrastructures میں سب سے زیادہ اہمیت انرجی کو دی گئی اور آپ نے دیکھا کہ اربوں روپے کے، اربوں ڈالر کے agreement sign ہوئے، memorandum of understanding sign ہوئے اور اب دو تین companies ایسی ہیں جو on ground آ گئی ہیں اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے، مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تین سالوں کے اندر اندر یہ جو بحران ہے، بحران تو اب بھی قابو میں آ گیا ہے لیکن ہماری انڈسٹریز کے لئے جو اس وقت industrial connection لینا بہت محال اور مشکل ہے، تین سال کے اندر اندر آپ دیکھیں گے کہ بجلی available ہوگی اور جب بجلی available ہو گی تو کارخانے لگیں گے، unemployement کا مسئلہ بھی انشاء اللہ تعالی

With setting up of more industires, with availability of more energy, the unemployment problem will also be " Insha Allah " solved.

جناب چیئرمین ! حکومت کی مضبوط معاشی پالیسی کی وجہ سے پاکستان کے foreign reserves میں اضافہ ہوا ' جب سابقہ حکومت برخاست ہوئی تو خزانے میں صرف 300 ملین کے foreign exchange' reserves موجود تھے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی جب برسراقتدار آتی ہے تو وہ بچت کر کے اپنے unproductive expenditures کو reduce کر کے revenue بڑھاتی ہے' گورنمنٹ کا خزانہ بھرتی ہے ' foreign exchange کا کم سے کم خرچ کر کے بڑھاتی ہے ' ہمارے سابقہ دور میں بھی جب حکومت ختم ہوئی اس وقت بھی جتنے reserves ہم نے اکھٹے کیے ' سابقہ حکومت نے ان کو خرچ کیا اور اب بھی محترمہ بینظر بھٹو کی قیادت میں نہ صرف financingمیں کمی ہوئی ' non-prductive expenditure میں بھی کمی ہوئی اور foreign exchange reserves میں بے پناہ اضافہ کیا گیا ۔ یہ محترمہ بینظر بھٹو کی حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس وقت 300 ملین کی بجائے ساڑھے تین ' چار بلین کے قریب foreign exchange reserves موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں اور بھی اضافہ ہو گا ۔ اس تمام اقتصادی پالیسی کے پیش نظر اور معاشی پالیسی کے پیش نظر ورلڈ بنک اور I.M.F نے پاکستان کو one of دنیا کے پانچ emerging capital markets قرار دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے لئے شکر کا مقام ہے کہ ورلڈ بنک اور I.M.F جیسے ادارے اس وقت پاکستان کو ایک emerging capital قرار دیں۔ اور اس سے پاکستان کا وقار بڑھا ' اور فارن انوسٹر کے لئے ایک confidence create ہوا اور اس creation کی وجہ سے یہ ہوا کہ دھڑا دھڑ خواہ وہ یورپ سے ہوں یا جاپان سے ہوں یا امریکن انوسٹر confidence ہیں خواہ چین کے انوسٹر ہیں تمام ممالک سے پاکستان میں وہ انوسٹمنٹ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ چند سالوں میں پاکستان میں فارن انوسٹمنٹ کافی ہو گی۔

جناب چیئرمین ! جس عرصے میں ہماری حکومت معرض وجود میں آئی ملک میں ہر شعبے میں ترقی ہوئی اب میں عرض کروں گا کہ حکومت نے معرض وجود میں آنے کے بعد پرائیویٹ سیکٹر میں because government believes in private sector اور یہ گورنمنٹ کا پختہ یقین ہے کہ ملک کی ترقی کا راز جو ہے وہ پرائیویٹ سیکٹر کی participation سے ہے حکومت نے کم سے کم نصف درجن کمرشل بینک sanction کئے۔ لوگوں کو بینکوں کے سلسلے میں مشکلات تھیں۔ پبلک سیکٹر میں نیشنل بینک' یو بی ایل' حبیب بینک ،نیشنل بینک کے پبلک سیکٹر سے لوگوں کو مشکلات ہوتی تھیں لیکن اب پرائیویٹ سیکٹر میں آنے کے بعد بینکوں کے درمیان ایک مقابلہ شروع

ہو گیا اور اب جو سرکاری بینک ہیں اس وقت ' انہوں نے بھی پرائیویٹ ہو جانا ہے کچھ وقت کےبعد but it would take time انہوں نے بھی market oriented policy adopt کرنی شروع کر دی ہے اور وہ بھی پرائیویٹ سیکٹر کی طرح اب اپنے کلائنٹس کی خدمت کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں ۔

جناب نہ صرف کمرشل بینکوں کا اجراء ہوا بلکہ کمرشل سیکٹر میں Modarba Companies Leasing Companies Investment Bank وہ بھی اب اسٹاک ایکسچینج پر دیکھیں ماشاء اللہ ملک میں فنانشل سیکٹر میں بے پناہ ترقی ہوئی ہے اور حکومت اس پالیسی پر گامزن ہے کہ requirements کے ساتھ ساتھ اور بھی بینک اور بھی ادارے' میں اس موقع پر اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے بینکوں کے اجراء کے لئے' بینکوں کی sanction کے لئے فنانشل سیکٹر میں جتنے ادارے آئے ہیں ان میں لحاظ نہیں کیا کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا سپورٹر ہے یا پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف ہے on merit State Bank of Pakistan اور Corporate law Authority نے ان applications کو process کیا اور ان کو process کرنے کے بعد پھر ان کو sanction دے دی گئی بالکل شفاف طریقہ سے جیسے میں نے عرض کیا کہ نجکاری کی جو پالیسی ہے وہ شفاف ہے فنانشل سیکٹر میں جتنی sanctions دی گئی ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو پاکستان پیپلز پارٹی کے مخالف بھی ہیں اور میرے ذاتی علم میں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی حکومت نے ان کو on merit sanction دی اور میں انشاء اللہ یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پالیسی ہے competition کی فنانشل سیکٹرمیں بلانے کی یہ بڑی کامیاب ہو گی۔ اس میں ایک تو availability of funds جو ہے انڈسٹریز کے لئے ' کامرس کے لئے وہ available ہوں گے اور دوسرا دور دراز علاقوں میں جب یہ بینک اپنی برانچیں کھولیں گے تو بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب stock exchange میں گزشتہ چند ماہ سے کافی بحران ہے اور جتنی activity ملک میں نئی public limited companies کے آنے کے بعد' نئے فنانشل سیکٹر میں ادارے آنے کے بعد جو ہونی تھی وہ نہیں ہوئی اور اس وقت stock exchange بحران میں ہے اور اربوں روپےکے چھوٹے سائز کے جو investors ہیں ۔ ان کو کافی نقصان ہوا اور being a student of stock exchange میری سمجھ میں جو بات آئی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان میں گزشتہ سال

foreign investors نے اس مارکیٹ کو کافی productive سمجھا ۔ ہماری جو مارکیٹ میں share available تھے ۔ خاص طور پر جو پی ٹی سی کے نجکاری کے جو share جو world over sale ہوئے ۔ یہ foreign investors نے اپنی investment کی ۔ اس وقت وہ اپنی investment نکالنے کی فکر میں تھے اور کافی نکال لی تھی اور اب بھی جو withdraw ہو رہی ہے ۔ اب بھی جو selling stock exchange پر ہو رہی ہے وہ foreign investors بھی ہیں ۔ اس کے لئے میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ انڈیا نے پابندی لگا رکھی ہے کہ ایک foreign investor آتا ہے ۔ پانچ ملین ڈالر کی investment کرتا ہے یا دس ملین ڈالر کی investment کرتا ہے ۔ but under certain conditions he has to keep that investment for three month , for six month- اس پر کچھ پابندی ضرور ہونی چاہئیے ۔ کچھ عرصے کے لئے خواہ حکومت یا کارپوریٹ لاء اتھارٹی stock exchange کے صدر صاحب سے باہمی مشورے کےبعد یہ پابندی لگائی جائے کہ اس وقت سے پہلے وہ disinvestment نہیں کرسکتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ بحران کے حل کرنے میں مدد ملے اور اس کے علاوہ جو پاکستان حکومت کی این آئی ٹی ، آئی سی پی اور State Life Insurance جو ہے وہ مارکیٹ کو سہارا دینے کے لئے investment کرتی ہے ۔ ان کو چاہئیے کہ وہ اس وقت share low step- پر پہنچے ہوئے ہیں اور میرے خیال میں جب share low step پر پہنچیں تو That is the right type of investment ان کو مارکیٹ میں کچھ رقم inject کرنی چاہئیے تاکہ چھوٹے چھوٹے جو سرمایہ کار ہیں ، جو investors ہیں ۔ ان کی کچھ حوصلہ افزائی ہو سکے ۔ ورنہ یہ بحران اور بڑھتا جائے گا ۔

میں اب عرض کروں گا کہ زراعت کے بارے میں صدر محترم نے بھی اظہار خیال کیا اور میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہونے کے ناطے عرض کروں گا کہ پاکستان کی ۷۰ فی صد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور یہ ایک واحد شعبہ ہے جس پر ملک کی جی ڈی پی کا 1/4th حصہ متعلق ہے اور پاکستان کی لیبر فورس کے 1/2 حصے کا انحصار بھی زراعت پر ہے ۔ ملک کی خوراک ، روز گاری اور زرمبادلہ بھی زراعت ہمیں مہیا کرتا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک شعبہ جس پر ملک کی ۷۰ فی صد آبادی کا انحصار ہو ۔ پاکستان کے foreign exchange کے کمانے کے لئے انحصار انحصار ہو ، جی ڈی پی کا 1/4th حصہ اس سے متعلق ہو تو اس کو اس طرح نظر انداز کرنا کہاں کی عقل مندی ہے ۔

پچھلے تین سالوں میں کاٹن کی فصل وائرس کا شکار رہی ہے اور ابھی تک ہمیں اس کی وجوہات کا علم نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ اس کے روکنے کا معلوم ہوا کہ حکومت وائرس کو deal کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؛ جو ایک as a layman مجھے سمجھ آیا کہ جو بیج ہیں اس کی تبدیلی بہت ضروری ہے ۔ پرانا بیج اگر آپ استعمال کرتے جائیں گے تو وائرس کی بیماری ختم نہیں ہو گی ۔ The requirment is the total replacement of seed. اب معلوم نہیں کہ زراعت کے شعبے نے اس سلسلے میں کیا کیا ؛ اور کیا وہ تدابیر اختیار کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب یہ تو ایک وائرس آئی اور فصل خراب ہو گئے اور اس سے ان تین سالوں میں جتنی ملک کی معیشت کو دھچکا لگا کسی اور item نے اتنا دھچکا نہیں لگایا اور جناب yield لے لیں ۔ اس وقت پاکستان کی تمام بڑی فصلیں ہیں ان کی جو Yield per acre is lowest in the world باقی میں ترقی یافتہ ممالک کی مثال تو نہیں دیتا ۔ دینی بھی نہیں چاہیئے across the border پنجاب کو دیکھ لیں ۔

انڈین پنجاب اس وقت ، اس سال بھی سارے انڈیا کو بیج مہیا کرکے بھی ان کے پاس surplus ہے ۔ and available for sale, for export to other countries اور مجھے اس دن کوئی بتا رہا تھا کہ ہماری حکومت بیرونی ممالک سے ۱۹۰ اور ۲۰۰ ڈالر پر گندم امپورٹ کرنے کے لئے negotiation کر رہی ہے ۔ بہر حال یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے ۔ میں صرف یہ ایک مثال دے رہا تھا انڈیا کی کہ انڈیا کے پنجاب میں surplus ہے اور سارے انڈیا کی آبادی کا اندازہ آپ لگا لیں اور ہماری بھی آبادی دیکھ لیں آبادی ۱۲ کروڑ اور امپورٹ کبھی Two hundred thousand tons, اور کبھی Three hundred thounsand اور آئندہ بھی اگست ، ستمبر ، اکتوبر میں اس سال کی فصل کا کچھ اندازہ ابھی تک آیا نہیں ہے ۔ لیکن یہ بڑے شرم کا مقام ہے کہ انڈیا اس پوزیشن میں ہے کہ دوسرے ممالک کو برآمد کرتا ہے جبکہ پاکستان، انڈیا سے کم آبادی کے باوجود ، درآمد کرتا ہے ۔ پچھلے سال بھی درآمد ہوئی ہے اور اس سے پچھلے سال بھی درآمد ہوئی ہے اور اس سال بھی درآمد کر رہے ہیں ۔ تو کیوں نہیں ہم اپنے growers کو بہترین بیج دیں ۔ سستے داموں کھاد دیں ۔ ہم ڈالرز خرچ کرکے باہر سے درآمد کر سکتے ہیں لیکن اپنے farmers کو ہم دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

جناب ، میں یہ گزارش کروں گا اور سب سے بڑی بات کہ ہماری زرعی یونیورسٹیاں جن

میں لوگ Ph.D کر رہے ہیں مگر وہاں پر تحقیق کا کام صفر ہے ۔ کم از کم میرے علم میں تو نہیں آیا ہے کہ ایسی ورائٹی خواہ وہ seed کے لئے ہے ، خواہ وہ oil seed میں ہے ۔ oil seed کی بھی ایک لمبی کہانی ہے ۔ بڑا لمبا وقت لگ جائے گا ۔ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ oil seed بھی ہم اربوں روپے کا درآمد کر رہے ہیں اور ہم اپنے ملک میں ، ہماری زمینیں ، ایریگیشن سسٹم وہ ایسے علاقے ہیں کہ جہاں oil seed اگائے جا سکتے ہیں اور ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ لیکن سالہا سال سے ہم oil درآمد کرتے ہیں لیکن oil seed پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ اس کی بڑی وجہ میں عرض کر رہا تھا کہ ہماری یونیورسٹیوں میں تحقیق کا کام تسلی بخش نہیں ہے ۔ ان سے پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی ہمیں low priority پر رکھا گیا ہے ۔ financial allocation جب کی جاتی ہیں ، جب بجٹ تیار کیا جاتا ہے تو زرعی یونیورسٹیوں کو تحقیق کے لئے مناسب فنڈز فراہم نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔

اس وقت بجٹ کی تیاری ہے ۔ صوبائی حکومتیں بھی اپنا بجٹ تیار کر رہی ہیں ۔ وفاقی حکومت بھی اپنا بجٹ تیار کر رہی ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں یونیورسٹیوں کے لئے اور زرعی تحقیق کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں تاکہ ہم ملک کے اندر ایسے seeds پیدا کر سکیں جن سے ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھے ۔ موجودہ قابل کاشت رقبہ ہی کافی ہے اس کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔صرف بیج کو ترقی دینے سے ، کھاد اور پانی دینے سے ہم کئی گناہ پیداوار بڑھا سکتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ چونکہ موقع ہے اس کی طرف توجہ دی جائے ۔

جناب ، اس وقت دو مسائل ایسے ہیں جو حکومت کو درپیش ہیں ۔ ایک بے روزگاری کا مسئلہ ہے ۔ ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے اگر دس آدمی ملنے آتے ہیں تو ۹ آدمی ان میں سے ملازمت کے طلبگار ہوتے ہیں ۔ حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام بے روزگاروں کو ملازمت دے سکے ۔ یقین کریں جناب چیئرمین ! سرگودھا میں دس پولیس مین ، ایک سپاہی ، ایک کانسٹیبل کی پوسٹیں تھیں۔ ایم اے پاس ، بی اے پاس ، بی اے گولڈ میڈ لسٹ they applied for a job of constable. تو بڑا دکھ ہوتا ہے اب بھی کئی صاحبان پڑھے لکھے ایم بی اے کر کے آتے ہیں۔ پی ایچ ڈی کر کے آتے ہیں۔ نہ private sector میں نوکریاں مل رہی ہیں اور نہ public sector میں نوکریاں ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ۔ گورنمنٹ ، مجھے یقین ہے کہ اس کا حل

تلاش کر رہے ہیں لیکن اس کا زیادہ سے زیادہ private sector پر انحصار کر کے private secotor کو involve کرنا چاہئیے یہ جو unemployment کا جو problem ہے حکومت تن تنہا اس کو حل نہیں کر سکے گی۔

دوسرا جناب چیئرمین! مہنگائی کا مسئلہ ہے۔ ہمارا کوئی mechanism نہیں ہے۔ پہلے سنتے تھے کہ Director General prices ہوا کرتے تھے۔ صوبوں میں اور سنٹر میں بھی اس وقت کوئی اتھارٹی نہیں ہے کہ جو check کر سکے کہ کسی item کی price بلاجواز کیوں بڑھ رہی ہے تو reasons کیا ہیں، وجوہات کیا ہیں؟ اگر تو import سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ تو import کیا جائے۔ اگر price control کا مسئلہ ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ جی پچاس فیصد جو problem ہے۔ یہ price escalation کی ہے یہ price control سے provided there is a mechanism, there is a check on the industry اب cement industry کو دیکھیں آج کل تو cement بحران میں ہے۔ پر جب سے privatise ہوئی ہے۔ Cement کی فیکٹری نے price جو ہے cement کی وہ denationalization سے یا privatization سے پہلے تین دفعہ pirces بڑھائی ہیں اور بلا جواز بڑھائی ہیں۔ نہ labour rate بڑھے نہ ان کی salaries بڑھیں نہ raw material کی قیمتیں بڑھیں - Raw material local ہے۔ Labour بھی لوکل اور وہی تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔ بینک ریٹ بھی وہی ہے اورکوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جو نظام کبھی پہلے ہوا کرتا تھا - Directorate of price control Ministry of Industry میں ہوتا تھا اور مجسٹریٹ بھی مہینے، مہینے میں چکر لگاتے تھے کہ prices بڑھی تو نہیں ہیں باقاعدہ رپورٹ ہوتی تھی۔ مجھے نہیں سمجھ آتا میں کم از کم کراچی بھی جاتا ہوں، لاہور جاتا ہوں، سرگودھا جاتا ہوں یہاں کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی ایسی mechanism ایسی machinary جو check رکھے prices پہ اور غریب آدمی تو خیر، غریب آدمی تو کیا، متوسط طبقے، middle class کو بھی اس وقت مہنگائی affect کر رہی ہے اور حکومت کو چاہئیے کہ کوئی نہ کوئی mechanism بنائے اگر کوئی genuine وجہ قیمت بڑھانے کی ہے مگر I don't know کہ who advise the government گوشت کی قیمت آپ کو بھی پتہ ہے بڑھ گئی ہے۔ اس کا حل کیا ہے۔

پاکستان میں formal sector in livestock کوئی بھی نہیں ہے۔ ایک فارم بھی نہیں

ہے جو formal مارکیٹ کو سپلائی کرے اور حل پھر کیا سوچا کہ Newzealand, Australia سے گوشت import کر لیں۔ وقتی طور پر تو ٹھیک ہے ۔ پر ایک دفعہ importers کو یہ خون منہ میں لگ جاتا ہے تو ہر چیز ہی import کی جائے گی ۔ پاکستان اپنے آپ کو ایک agricultral country کہتا ہے ۔ کہتا کیا ہے؟ ستر percent آبادی agriculutral پہ depend کرتی ہے ۔ اور ہماری حالت کیا ہے ؛ Agricultural کی wheat ہم import کر رہے ہیں۔ گوشت ہم import کر رہے ہیں۔ مکھن ہم import کر رہے ہیں اور بھی edible ایسی اشیاء ہیں جو انسان کی روز مرہ ضرورت کے لئے ہیں لیکن وہ آسان طریقے this is a bureaucratic attitude, bureacratic attitude کہ گوشت مہنگا ہو گیا ہے import کر لو ۔ اچھا import کرنے کے لئے صرف گوشت سے ہی import کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ پھر اب وہ کہتے ہیں کہ جی وہ air condition container بھی import کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور دوکان سے دوسرے دوکان میں گوشت لے جانے سے گوشت خراب ہو جائے گا air conditioned containers منگوائے جائیں۔ زر مبادلہ پہ اور بوجھ ایک تو گوشت import کریں پھر وہ container منگوائیں ان کے spare منگوائیں۔ ایک یہ chain ہو جائے گا ۔ Process for the spending the foreign exchange تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس مہنگائی کے سلسلے میں عرض کر رہا تھا کوئی mechanism کوئی body پہلے ہوا کرتی تھی۔ اس کو اگر revise کر دیا جائے تو شاید یہ عوام کی مشکلات کچھ حل ہو سکیں ۔

جناب چیئرمین ! میں آخر میں خارجہ پالیسی کے متعلق اپنی حکومت، اپنی وزیر اعظم صاحبہ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں ان کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے پاکستان کی عزت بڑھی ہے۔ اب میں پچھلی باتوں اور دوروں کا تو ذکر نہیں کرنا چاہتا لیکن خاص طور پر جو امریکہ کا دورہ محترمہ نے کیا، اس وقت ملک کے اندر اپوزیشن نے جو واویلا کیا اور ملک سے باہر ہمارے دوست جو امریکہ میں گئے تھے محترمہ کے وزٹ کے دوران یا اس سے پہلے۔ اپوزیشن نے وہاں بھی ان کے خلاف ایجی ٹیشن کروائی، نعرے لگوائے لیکن ابھی کل کی خبر ہے کہ پریسلر ترمیم میں action شروع ہو گیا ہے امریکن سینٹ میں، Lower House میں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ محترمہ وزیراعظم صاحبہ کے visit کا نتیجہ ہے کہ محترمہ نے امریکہ میں ان کے Senators کے ساتھ، ان کے نمائندگان کے ساتھ، ان کی حکومت کے ساتھ general intelligentsia کے ساتھ

press میں، ٹی وی پہ جو انہوں نے کیا، اپنے موثر انداز میں پاکستان کی وکالت کی، پاکستان کے cause کی وکالت کی اور جو پاکستان کی انہوں نے نمائندگی کی اپنے جو مطالبات تھے ان کو پیش کیا اس میں پیش رفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ آئندہ چند ہفتوں میں اس کے نتائج سامنے آ جائیں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب صدر فاروق لغاری صاحب کو ایک دفعہ پھر ان کے خطاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اپنی قیادت، اپنی حکومت کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ thank you جی۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** شکریہ پراچہ صاحب۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔جناب، پوائنٹ آف آرڈر۔

## POINT OF ORDER

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب point of order۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔جناب گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نوٹ کر رہا ہے۔ جناب والا، یہ تو President کی تقریر پر policy matters ہیں۔ کوئی notes لے رہا ہے اور کورم بھی جناب والا۔۔۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** جی ہاں، بیٹھے ہوئے ہیں۔ نوٹ لے رہے ہیں جی۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔ کورم بھیبعنی منسٹرز کہاں ہیں۔ منسٹرز نہیں ہیں۔ ایک منسٹر بیٹھے ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** تشریف فرما ہیں ایک وہ آ رہے ہیں۔ منسٹر صاحب آ رہے ہیں جی۔ یہ بیٹھے ہیں جناب افضل خان صاحب۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔جناب notes کون لکھ رہا ہے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** جی جناب، فرمائیے؟ notes لے رہے ہیں۔ این ڈی خان صاحب ابھی اٹھے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** - پراچہ صاحب نے جو باتیں کیں اور اس میں مہنگائی اور بہت سے دوسرے-----

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - یقیناً ابھی اٹھے ہیں این ڈی خان صاحب' اور خان صاحب notes لے رہے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** - کہاں؟

**Mian Raza Rabbani:** The Minister is sitting over here. I have got my notes. If at the time of reply there is anything left then Mandokhel Sahib can say something.

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - وہ notes لے رہے تھے۔ این ڈی خان صاحب notes لے رہے تھے میں نے خود دیکھا ان کو۔ وہ بھی آ گئے۔ وہ بھی تشریف لا رہے ہیں۔ (اس موقع پر جناب این ڈی خان صاحب ہال میں داخل ہوئے) اور افضل خان صاحب تشریف فرما تھے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے وہ کریں گے۔ اب لسٹ پہ جناب جو اگلا نام ہے وہ ہے پروفیسر خورشید احمد صاحب کا وہ حاضر نہیں ہیں اور اس کے بعد حافظ فضل محمد صاحب ہیں وہ بھی حاضر نہیں ہیں۔ میرے پاس ڈاکٹر ریحان صاحب کی ایک request آئی ہے کہ مجھے اگر ساتھی اجازت دیں تو مجھے پہلے بولنے کا موقع دیا جائے۔ اس کے بعد شہزاد گل صاحب کا نام آتا ہے۔ شہزاد گل صاحب کے بعد آپ کا نام آتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں آپ سے۔ اس کے بعد آپ کا نام ہے اس کے بعد آفتاب شیخ کا نام ہے----

(مداخلت)

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - میری گزارش سنیں' میرے پاس لسٹ ہے ' میں اس لسٹ کی بات کر رہا ہوں۔ تو میری اب جو گزارش ہے آپ سے وہ صرف اتنی ہے کہ اگر آپ صاحبان ڈاکٹر ریحان کو اجازت دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ لسٹ کے مطابق اگلا نام جو ہے وہ شہزاد گل صاحب کا ہے۔اس سے آگے آپ کا ہے۔اس سے آگے اشتیاق اظہر صاحب آپ کا ہے۔ کیوں جناب اجازت دیں گے؟۔ عالی جاہ آپ یہ لسٹ دیکھیں میں کوئی ایسے نہیں کہہ رہا۔ ہو جائے گا انشاء اللہ۔ جی۔

**سردار بشیر احمد ترین۔** یہ لسٹ آپ ذرا پڑھ دیں اس میں کن کن کے نام ہیں اور کن کے نہیں ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** وہ نام میں عرض کر دیتا ہوں آپ سن لیں۔ حکومت کی طرف سے ہے پراچہ صاحب کے بعد وقار احمد خان صاحب ہیں، اعتزاز احسن صاحب ہیں، جناب فدا حسین صاحب، ملک نور شیر صاحب، گلزار احمد خان، میر افضل خان صاحب، ڈاکٹر شیر افگن صاحب اور چودھری طارق صاحب ہیں۔ اس طرف سے جناب شہزاد گل صاحب، جناب اشتیاق اظہر صاحب، آفتاب شیخ صاحب، ڈاکٹر محمد ریحان صاحب، سردار بشیر احمد ترین صاحب، سرتاج عزیز صاحب، جناب فضل آغا صاحب، صوبیدار مندوخیل صاحب، پروفیسر ساجد میر صاحب، سردار یعقوب خان ناصر صاحب اور نسرین جلیل صاحبہ ہیں۔

**جناب منظور احمد گچکی۔** ان میں کچھ معزز اراکین دو دفعہ تقاریر کر چکے ہیں اور ڈاکٹر ریحان صاحب بھی تقریر کر چکے ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** ہمارے پاس ریکارڈ ہے۔ ان میں سے کسی بھی رکن نے پہلے تقریر نہیں کی ہے اور ڈاکٹر ریحان صاحب نے بھی پہلے تقریر نہیں کی ہے۔ اشتیاق اظہر صاحب، راجہ صاحب اور این ڈی خان صاحب! کیا آپ ڈاکٹر ریحان صاحب کو اجازت دیں گے کہ وہ out of turn تقریر کر لیں؟

(ایوان نے ڈاکٹر ریحان صاحب کو out of turn تقریر کرنے کی اجازت دی)

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور آپ کے توسط سے اپنے دیگر ساتھیوں کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے out of turn تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں نے ایوان سے request کی تھی کہ چونکہ مجھے ایوان سے جلدی ایک نوجوان لڑکے کے لئے جس کی آنکھ میں بہت تکلیف ہے، الشفا ہسپتال جانا ہے جس کے لئے پہلے سے وقت مقرر کیا ہوا ہے ورنہ میں کبھی بھی out of turn تقریر کرنے کا خواہش مند نہیں رہا لیکن بعض اوقات ایسی pressing situation بن جاتی ہے جس کے لئے request کرنا پڑتی ہے۔ بہرکیف میں نے ایوان سے request کی تھی کہ مجھے out of turn تقریر کرنے کا موقع دیا جائے جسے میرے دوستوں نے بڑی شفقت، بڑی فراخ دلی اور بڑے

پیار سے قبول کیا ، میں یقیناً اس پر ان تمام ساتھیوں کا بہت شکر گزار اور ممنون ہوں - میں انہیں اس مہربانی پر کچھ نہیں دے سکتا ، اللہ تعالیٰ ہی ان کو جزا دے گا -

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - شکریہ - اب آپ تقریر فرمائیں -

**ڈاکٹر محمد ریحان** - جناب والا ! صدر صاحب کے خطاب کے بارے میں مجھ سے پہلے کچھ دوستوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس خطاب کو چھ ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ debate ختم نہیں ہوئی ہے - اخبارات میں بھی اس سلسلے میں آیا تھا اور آپ نے بھی غالباً یہ پڑھا ہوگا کہ سینٹ کیسے چل رہا ہے ، چھ مہینے ہو گئے ہے ہیں لیکن بحث مکمل نہیں ہوئی -

جناب والا ! اس سلسلے میں ، میں عرض کرتا ہوں کہ اس debate کے علاوہ دیگر مسائل بھی ایجنڈے پر تھے تاہم اس کے لئے باقاعدہ rules suspend کئے گئے تھے لیکن درمیان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے جیسے کراچی کی situation ہے ، چیئرمین کی رولنگ ہے اور اس قسم کے جب دیگر واقعات رونما ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں ایسے معاملات defer ہو جاتے ہیں - میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت بھی نہیں تھی اور اسے یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہم نے یہ debate مکمل نہ کرکے کوئی وقت ضائع کیا ہے - میں عرض کر رہا ہوں کہ یہاں کوئی بھی وقت ضائع نہیں کر رہا ہے - میں اس چیز کو خود بھی سمجھتا ہوں اور گواہ بھی ہوں - میرا خیال ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے دوست بھی اس سلسلے میں مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہم نے کبھی بھی وقت ضائع نہیں کیا بلکہ ہمیشہ قومی issues کو جو کہ وقت کے مطابق ، سامنے آتے رہے ہیں ، ان کو take up کیا ہے - بہرکیف دیر آید درست آید - ہم صدر صاحب کی تقریر پر بحث کر رہے ہیں - وقت کے ساتھ ساتھ نئی نئی باتیں بھی سامنے آ جاتی ہیں - صدر صاحب کی speech پر بحث سال میں ہمیں ایک ایسا موقع فراہم کرتی ہے جس پر ہم ہر مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں -

**جناب منظور احمد گچکی** - ڈاکٹر صاحب ! آدھا گھنٹہ تو تمہید میں لگ گیا ہے -

**ڈاکٹر محمد ریحان** - بہرحال ایسی باتوں کی چیئرمین صاحب اجازت دے دیتے ہیں -

جناب والا ! اب میں اپنی تقریر اس بات سے شروع کروں گا کہ اس دن کیا ہوا تھا - میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ اس دن کیا ہوا تھا ؟ کس نے یہ کیا تھا اور کیا ہوا تھا ؟

بہرحال جو کچھ ہوا تھا ، بہت برا ہوا تھا ۔ کس نے کس کے مشورہ پر یہ کیا تھا اور کس نے کس کا ساتھ دیا تھا ، میں اس سلسلے میں یہ کہتاہوں کہ یہ سب نادان دوست تھے جنہوں نے اپنے اپنے لیڈروں یا اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ برا کام کیا لیکن جناب والا! میں اس کو ایک دوسرے رخ سے لیتا ہوں ۔جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہم سیاسی طور پر ابھی mature نہیں ہو سکے ہیں ۔ اس میں پہلے میں خود اپنے آپ کو گنتا ہوں ۔ ہم ابھی تک politically immature ہیں ۔ میں اس کی مثال medical language کے مطابق دیتا ہوں کہ ابھی ہماری democracy کے teething problems ہیں ۔ ابھی ہمارے دودھ کے دانت نکل رہے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ جب ایک بچے کے دودھ کے دانت نکلتے ہیں تو وہ تکلیف میں رہتا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ ہمارے teething problems ہیں ۔میری دعاہے اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ہم جلد ہی جمہوری maturity حاصل کر لیں ۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا آج کا زمانہ سائنس کا زمانہ ہے ۔ ہم نے دنیا کے ساتھ جاتے وقت سائنسی سوچ اور فکر اختیار کرنا ہوگی ۔ جناب والا! جمہوریت کا concept جو ہے یہ ویسٹ سے آیا ہوا ہے ۔ انڈسٹریل دنیا سے آیا ہوا ہے۔ جہاں پر انڈسٹریلائیزیشن ہوگئی وہاں پر جمہوریت آگئی ۔ ایسے نہیں ہے کہ کسی نے خواب میں دیکھا ہے۔ ہر چیز کا ایک پس منظر ہوتا ہے ۔

جناب والا! یورپ میں جمہوریت اس وقت آئی جب صنعتی انقلاب برپا ہوا ۔ صنعتی انقلاب نے درمیانہ طبقہ پیدا کیا ۔ درمیانہ طبقہ ہی جمہوریت کا محافظ ہوتا ہے ۔ اس وقت سے لے کر آج تک وہاں پر جو جمہوریت قائم ہے اور پھلتی پھولتی جارہی ہے وہ اس لئے کہ انڈسٹری نے جو وہاں پر درمیانہ طبقہ پیدا کیا ہوا ہے ۔ اور کہتے بھی ہیں کہ یہ Industrilized Democracy ہے ۔ مگر جناب ہمارے ہاں کچھ اور ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں جناب والا! اسی برطانوی دور کا فرسودہ بوسیدہ نظام ،وہ جس کو feudalism کہتے ہیں اس کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں ۔ اور ساتھ ساتھ ہم کہتے ہیں کہ ہم ڈیموکریسی ہیں ۔

جناب والا پولیٹیکل سائنٹسٹ اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ feudalism is the enemy of democracy یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں ۔ پشتو میں ایک کہاوت ہے ۔

" کہ لڈو کھانا اور سیٹیاں بجانا ایک وقت میں نہیں ہوسکتا" ۔ جناب والا! ہمارے ساتھ

ایک پڑوسی ملک آزاد ہوا ہے ۔ اس میں ابھی تک مارشل لاء کیوں نہیں آیا ۔ ؟ کیا وہاں کے جنرل بریگیڈیئرز اور لیفٹیننٹ جنرلز نہیں ہیں یا کیا وہ آسمان سے اترے ہوئے ہیں ؟ یا کوئی فرشتے ہیں کہ وہاں پر مارشل لاء نہیں نافذ کرتے ہیں ؟

جناب والا! بات اس طرح نہیں ہے ۔ ٹھیک ہے ان کے ساتھ ہمارے اختلافات اپنی جگہ پر ، لیکن جو چیزیں اصولی طور پر ہوتی ہیں ۔ اور جیسے ہمارے دوست احسان الحق پراچہ صاحب نے ابھی ان کی زراعت کا ذکر کیا ۔ اور میں اگر کسی چیز کا حوالہ دوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا ۔ جناب والا! وہاں انہوں نے آزادی حاصل کرنے کے بعد سال ڈیڑھ سال میں فیوڈل ازم کا جنازہ نکال کر اس کو زمین کے اندر دفن کردیا ۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر انہوں نے اگر زراعت بھی کی تو اسے بھی انڈسٹریل طریقے سے کیا ۔ تو جناب اس کی برکت سے آج ہم اڑتالیس سال گزر گئے ہیں لیکن ایک دن بھی وہاں مارشل لاء نہیں لگا ۔ ہم کسی کے مخالف نہیں ہیں کہ اس کی بہت زمینیں ہیں اس سے لی جائیں ۔ زمینیں بے شک ان کے پاس رہیں ۔ میں صرف فیوڈل ازم کی فلاسفی کی بات کررہا ہوں جو جمہوریت کے ساتھ نہیں چلے گی ۔ جناب والا اگر یہ اس طرح رہے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صورتحال میں ہماری یہ جو شام غریباں ہے ۔ کہ آئے دن روزانہ اسمبلیاں ہیں ٹوٹتی جاتی ہیں یا توڑ دی جاتی ہیں۔ مارشل لاء نافذ ہوتا رہتا ہے ۔ اور اسمبلیوں کے اندر ہم ایک دوسرے کے ساتھ جو دھینگا مشتی کرتے رہتے ہیں ۔ یہ شام غریباں ختم نہیں ہوگا ۔ یہ میری ناقص رائے ہے ۔ اور جب تک فیوڈل ازم رہے گا تو جمہوریت یہاں پر جڑیں نہیں پکڑ سکے گی ۔

جناب والا! صدر صاحب نے اپنے خطبے میں آزاد تجارت کا ذکر کیا ہے ۔ یہ مارکیٹ اکانومی ، منڈی کی معیشت ، سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ انسانوں کی زندگی کیا صرف منڈی بنتی جارہی ہے ؟ صبح اٹھو تو یا کچھ بیچو یا خریدو ۔ اور میں نے اتنا کمایا اور آپ نے اتنا کمایا ۔ جناب والا انسانی زندگی میں تو human values بہت بڑی چیز ہیں ۔ وہ کہتے ہیں پیار ، محبت ، تو کیا ہم بالکل بنیا بن جائیں ۔ جس کے دل میں کوئی رحم و ترس نہیں ہوتا ۔ بے شک ہم مارکیٹ اکانومی کو تریاق کے طور پر لیں جو نہیں ہے ۔ اور یہ سب ہمارے مسئلے حل کردے گا ۔

پرائیویٹائیزیشن کی بات ہو رہی ہے ۔ ہر چیز کا شور ہے کہ اس کو اس کو پرائیویٹ کرو۔ جناب والا آپ دیکھ لیں جتنی پرائیویٹائیزیشن اب تک ہو چکی ہے ۔ اس کا ثمر کیا ملا ہے ؟ یہ اعداد و شمار ریکارڈ پر ہیں ۔ چھیاسٹھ ہزار آدمیوں کو اس بیروزگاری کے زمانے میں بے روزگار کردیا گیا ہے ۔ جناب والا انڈسٹریلائیزیشن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پروڈکشن زیادہ کرو ' مالک انڈسٹری راتوں رات بہت مالدار بن جائے ۔ اس سال ایک اور اگلے سال دس فیکٹریاں ہوں ۔ اور وہ ایک بڑا Tycoon بن جائے ۔ جناب والا! پرائیویٹائیزیشن کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو روزگار بھی دیا جائے ۔ جبکہ یہاں لوگوں کو روزگار سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پرائیویٹائیزیشن نہیں ہے بلکہ لوگوں کے لئے ایک آفت ہے ۔ اسے صحیح اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا جائے ۔ اور اس کو لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث نہ بنایا جائے ۔ اسی کے ساتھ ساتھ انڈسٹریز کا پرائیویٹ سیکٹر میں قائم کرنے کا بھی واویلا ہے ۔ بے شک لاہور ' کراچی ' سنٹرل پنجاب ' ادھر ادھر لوگ قائم کرلیں گے ۔ کیونکہ انوسٹر تو اپنے مفادات دیکھتا ہے اور سہولتیں بھی ۔ لیکن دور دراز علاقوں میں چترال ' وزیرستان ' ڈیرہ اسماعیل خان ' ڈیرہ غازیخان ' اور دوسرے دور دراز علاقوں میں کون قائم کرنے کے لئے تیار ہوگا؟ ناممکن بات ہے جی ۔ بالکل عقل سے عاری بات ہے ۔ پبلک سیکٹر کو ایسے سمجھنا ' کہ کوئی ایسی بدبودار چیز ہے ۔ یہ بالکل غلط بات ہے ۔ پبلک سیکٹر نے رہنا ہے اور اس کی encouragement ہونی چاہیئے ۔ اور یہ جو ہمیں آج کل I.M.F.& World Bank کہہ رہے کہ جی شاباش یہ کرو وہ کرو۔ حضور والا ہم نے اپنے حالات کے مطابق سوچنا ہے ۔ ہوتا کیا ہے میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ۔ میرا Privilege Motion بھی تھا سوئی گیس کے غلط بل کی وجہ سے ' جناب والا وہ کہتے ہیں کہ یہ جی کمپیوٹر کی غلطی ہے ۔ او خدا کے بندو کمپیوٹر اس ملک میں لوگ استعمال کرتے ہیں آٹومیشن اس ملک میں استعمال کرتے ہیں جہاں پر افرادی قوت کم ہوتی ہے ۔ اور ہم نے کیا کیا کہ کوئی کمپنی امریکہ یا جاپان سے آئی ہوگی انہوں نے یہاں پر کچھ مک مکا کرکے یا ذمہ دار لوگوں سے مل کر کہا ہوگا کہ آدھا تمہارا اور آدھا ہمارا' اور کچھ قرضہ اور پھر اس پر سود چڑھے گا ۔ اور ہم بڑے خوش کہ ہم دنیا کے ساتھ جارہے ہیں ۔ اور ہم نے بلنگ کا نظام سوئی گیس اور بجلی کا

کمپیوٹرائیزڈ کردیا ہے ۔ اور کتنے لوگوں کو ہم اس طرح out of employment کر جاتے ہیں ۔ اس طرح جناب والا آپ یہ سڑکوں کی تعمیر دیکھیں ۔ آج سے سو سال پہلے جتنی بھی پنجاب میں ، فرنٹیئر ، سندھ میں سڑکیں اور نہریں بنی ہیں ان سب کے لیے گدھوں کے اوپر خرکار لوگ بیلچہ اٹھاکر دور دراز سے آئے انہوں نے تعمیر کی تھیں ۔ اب آپ ایک بلڈوزر اور earth moving machinery لے آرہے ہیں ۔ کیا ہوتا ہے وہاں پر آجاتے ہیں ۔ انہوں نے تو مال بیچنا ہے ۔ وہ کہتے ہیں فکر مت کرو ہم قرضہ دیتے ہیں ۔ اور ان شرائط پر دیتے ہیں کہ ہمارے کنسلٹنٹ آجائیں ۔ اور ہم آپ کو سٹڈی رپورٹ تیار کرکے دیں گے ۔ تو اس طرح آدھے سے زیادہ پہلے ہی وہ لے جاتے ہیں ۔ ایک بلڈوزر جتنا کام کرتا ہے ۔ میرا خیال میں سو خرکاروں کو بیکار اور بے روزگار کرجاتا ہے ۔ ہم نے اپنے وطن کے حالات کے مطابق کام کرنا ہے ہمارے پاس کافی مین پاور ہے ۔ آٹومیشن سے میں اختلاف نہیں کرتا ہوں modernization بہت ضروری ہے لیکن اپنے حالات کے مطابق یہ کرنا کہ جی بس ہم fools paradise میں بیٹھ کر air conditioned کمروں میں بیٹھ کر کہیں کہ جی ہم نے یہ کردیا۔ سوئی گیس کے بلوں کو ہم نے کمپیوٹر کے حوالے کردیا۔ ٹیلیفون کے بل کو اس کے حوالے کردیا فلاں چیز کو کمپیوٹر کے حوالے کر دیا ۔ کمپیوٹر کی میں مخالفت نہیں کرتا ہوں لیکن ہم نے اپنے حالات کے مطابق کام کرنا ہے الٹا ہم نے لوگوں کے لئے کتنی مصیبت کھڑی کر دی ہے ۔ کم از کم انسانی دماغ جو ہے اس کے ساتھ کمپیوٹر مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بے شک کمپیوٹر نے بڑا لوڈ اٹھایا ہوا ہے لیکن وہ انسانی دماغ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

جناب والا۔ صدر صاحب نے اپنے خطاب میں جو کہا ہے کہ موجودہ زمانے میں مارکیٹ اکانومی میں یا جس کو کہتے ہیں پرائیوٹائزیشن اس سے انسان کو جب incentive ملتا ہے اس کا personal interest ہوتا ہے وہ زیادہ اس میں لگن کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن اس طریقے سے کہ ہم بالکل جس طرح کہتے ہیں کہ ( پشتو ) عبدالرحیم خان! آپ تھوڑی میری مدد کیا کریں ۔ کہ ہم اس میں جمپ لگائیں کہ جی بس اور کوئی دنیا میں ہے ہی نہیں ماسوائے پرائیوٹائزیشن کے۔ نہیں جناب اس طریقے سے نہیں بات چلے گی ۔ آپ ملک میں الٹا اتنی بے روزگاری اور اتنی مہنگائی پیدا کریں گے کہ حد سے زیادہ ہو گی۔

جناب والا۔ میں آتا ہوں اب سوشل ایکشن پروگرام کی طرف ۔ جناب والا یہ حقیقت ہے

کہ اس وقت خواندگی کے معاملے میں دنیا میں سب سے پیچھے جو دو چار ممالک آتے ہیں ہم ان کی صف میں کھڑے ہیں ۔ جناب والا کہتے ہیں کہ knowledge is power جس قوم کے پاس تعلیم ہو گی ان کے پاس کچھ بھی نہ ہو تب بھی بہت کچھ ہے۔ جاپان کے پاس کیا ہے جی ان کے پاس raw material نہیں ہے ۔ ان کے پاس دوسرے وسائل نہیں ہیں لیکن ان کے پاس تعلیم ہے ان کے پاس ٹیکنالوجی ہے ۔ ٹیکنالوجی بھی وہ کہیں سے حاصل کرلیتے ہیں لیکن وہ علم کی بدولت آج دنیا کا نمبر ایک انٹرنیشنل ٹریڈ سنٹر بنا ہوا ہے ۔ امریکہ اس کا مقروض ہے ان کے سامنے جھولی پھیلاتا ہے کہ خدا کے لئے ہمارے اوپر اتنا مت آؤ۔ ہماری تجارت کا بیڑا غرق مت کرو۔ ہماری انڈسٹریز کا بیڑا غرق نہ کرو۔ جناب والا۔ علم کی بڑی اہمیت ہے ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث ہے اطلب العلم ولوکان فی سین۔ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔ چین میں اس وقت مسلمان کوئی نہیں تھے ۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا کہ علم حاصل کرو۔ علم حاصل کرتے رہو علم کی برکات سے ہم خود واقف ہیں ۔

جناب والا! ہمارے یہاں پر کیا سلسلہ چل رہا ہے صدر صاحب نے تو اس میں کہا ہے ہم نے جی ڈی پی کا اتنا فیصد زیادہ کردیا ہے ۔ اعدادوشمار فلاں ہم نے یہ کردیا ہم نے اتنی یونیورسٹیاں بنائیں۔ جناب والا! حقیقت میں قصہ کیا ہے ۔ ہمارے ملک میں طبقاتی طریقہ تعلیم ابھی تک رائج ہے جو کہ انگریز سامراج کی باقیات ہیں ۔ مختلف طریقوں کے کہیں پر ایچی سن کالج ہیں جو کہ انگریزوں نے بنائے تھے کہ اس میں ہمارے لاڈلے جو لوگ ہیں ادھر سے trained ہو کر نکلیں وہ شکل سے تو دیسی نظر آئیں گے لیکن ذہنی طور پر ہمارے انگریز ہوں گے اور جدھر ہماری کمی ہو گی وہ پوری کریں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب آپ کو بتاؤں یہاں پر تعلیم روزانہ کتنی مہنگی ہوتی جا رہی ہے اور اب تو ایک اور قصہ شروع ہوگیا ہے کہ self financing scheme آپ نے نمبر بے شک کچھ بھی نہ حاصل کئے ہوں آپ نے امتحان میں بہت کم نمبر حاصل کئے ہوں لیکن آپ کے پاس پیسہ ہے ڈھائی لاکھ روپے، تین لاکھ روپے سیٹ حاصل کرلو۔ اب جناب میں اگر سیٹ خرید لوں روپوں پر تو یہ تو میں نے investment کردی۔ کل میں جب کامیاب ہو جاؤں بطور ڈاکٹر یا انجنیئر کے جو بھی میرے پاس آئے گا کہ جی مجھے یہ تکلیف ہے میں تو کہوں گا کہ نکالو پیسے ۔ بھائی یہ تو میری دکانداری کا حق ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس بات کا بغور نوٹس لینا چاہئیے ۔ یہ تو انگریزوں کے وقت میں نہیں تھا یہ ہم کس

طرف جا رہے ہیں ۔ یہ کہنا کہ وسائل کم ہیں' افغانستان ایک بہت غریب ملک ہے باوجود اس کے کہ وہاں پر فساد یا لڑائی جو کچھ ہو رہا تھا۔ افغانستان میں آج تک پرائمری کی سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک خواہ انجینیئرنگ ۔ کالج ہو یا میڈیکل کالج ہو یا کسی اور شعبے میں ہو تعلیم مکمل مفت ہے ۔ ایک غریب ملک اگر ایسا کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے ؛ ہم ادھر ادھر فضولیات پر پیسے خرچ کرتے ہیں ' روزانہ نئے محکمے بناتے ہیں ' نئی تکلیفر کمیٹیاں بناتے ہیں اور ان کے لیے عالی شان قسم کے دفتر بناتے ہیں ۔ جناب والا ' تعلیم بہت ضروری اور اہم شعبہ ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہیئے ۔ پچھلے دنوں میں نے اخبار میں پڑھا تھا ' میں خود وکیل نہیں ہوں اور یہ میری ایک بڑی کمزوری ہے ۔ بہر کیف ایک اخبار کی برکت سے میں نے پڑھا کہ بھارت کے آئین میں ایک شق موجود ہے کہ Primary education will be free and compulsory for all the citizens of the country اگر ان کے آئین میں یہ موجود ہے تو ہم سے اب تک یہ غفلت کیوں ہوئی ہے ؛ چاہیئے تو یہ تھا کہ بحیثیت مسلمان جیسا کہ ہم دعوی کرتے ہیں کہ ہم بہت زیادہ enlightened ہیں اور intellectually بہت زیادہ advanced ہیں ۔ ہمارے ہاں تو اب یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم مفت ہونی چاہیئے تھی لیکن کوتاہی ہوگئی ۔ بہرکیف جو گزر گیا سو گزر گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اور اپوزیشن دونوں کو مل کر جتنی جلدی ہو سکے یہ کریں کہ اپنے آئین میں ترمیم کرکے ایسا کیا جائے کہ یہ لوگوں کا آئینی حق بن جائے ۔

دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے فلاں جگہ یونیورسٹی بنائی ' فلاں کیا ' یونیورسٹیاں بنانا ایک طرف' جناب آپ دیکھیں آپ خود بھی دیہاتی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں میرے کئی اور ساتھیوں کا تعلق بھی دیہات سے ہے ۔ دیہات کے سکولوں میں جائیں وہاں پر ایسی ایسی جگہیں ہیں جہاں پر جس دن بارش ہوتی ہے اس دن چھٹی ہو جاتی ہے ۔ جس دن زیادہ گرمی ہوتی ہے پینے کا پانی نہیں ملتا۔ کتابیں روزانہ مہنگی ہو رہی ہیں ۔ ایک چھوٹے بچے کے لیے پانچ پانچ کلو کے آپ نے بستے بنائے ہوئے ہیں ۔ پرائمری اور ہائی سکول میں تو ہم بھی پڑھے ہیں اس وقت تو دو تین کتابیں ہوتی تھیں ۔ پتہ نہیں یہ کس وقت سے ایسا ہوا ہے کہ کوئی کتاب لکھ لیتا ہے اور کسی افسر کے ساتھ مل کر کہتا ہے کہ بھئی میری کتاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں لے آؤ' وہ کہتا ہے دوست فکر مت کریں جب تک میں ہوں آپ کو کس بات کی پرواہ ہے ' آئیں کتاب لائیں ' سیر بھی کر لیں گے ' لندن وغیرہ سیر کر لیں گے ۔ کتاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں

شامل ہوجاتی ہے ۔ اگلے سال کوئی اور آ جاتا ہے میری کتاب شامل کر لیں ۔ اس کو کہتے ہیں کہ آپ کی کتاب شامل کر دیتے ہیں پہلے والی کو ختم کر دیتے ہیں ۔ مجھے تو یاد ہے میں نے خود ' میرے خیال میں عبدالرحیم خان' فتح محمد خان اور دوسرے دوست بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے جناب جب پہلی جماعت میں سے پاس ہو کر ہم دوسری جماعت میں جاتے تھے تو اپنی کتابیں second hand کم قیمت پر پہلی والوں کودیتے تھے اور تیسری جماعت والے سے اپنے لیے خود خریدتے تھے ۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا ۔ تھوڑے بہت پیسوں کا کچھ اضافہ ہو جاتا تھا۔ آج کل کیا ہے ؛ تختی اور سلیٹ کو نکال دیا گیا ہے اور بچوں کو روزانہ پانچ کاپیاں چاہئیں ' ربر چاہئیں ' ساتھ رنگدار پنسلیں چاہئیں ۔ قلم اور دوات غائب ہوگئی ہے ۔ یہ ہم کیا کر رہے ہیں ؛ کوئی تعلیمی پالیسی بھی ہے یا نہیں ؛ یہ مسئلہ ایسے حل نہیں ہوگا کہ جی ہم اس پر اتنا خرچ کر رہے ہیں ۔ اتنا خرچ کر رہے ہیں ۔ کوئی پالیسی ہونی چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک طبقاتی طریقہ تعلیم کو ہم ختم نہیں کریں گے اگر ہم کہیں کہ ہم ترقی کر جائیں تو میرے خیال میں ہم احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں ۔

اب جناب population کے بڑھنے کی بات ہے ۔ حقیقت ہے کہ اس ملک کی بہت بڑی بیماری population کا بڑھنے کی ہے اور اس کو ہم نے seriously نہیں لیا ۔ صدر ایوب خان کے ساتھ لاکھ اختلاف سہی لیکن ایک چیز پر میں اس کو اب بھی سلام پیش کرتا ہوں اور اس وقت بھی سلام پیش کرتا تھا کہ اس نے اس مسئلے کو بڑی سنجیدگی سے لیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس معاملے میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ شروع ہوگیا ۔ یہ معاملہ وہیں کا وہیں رہا ۔ بہرکیف موجودہ وقت میں اسلامی ممالک بنگلہ دیش جو ایک وقت میں پاکستان کا حصہ تھا انہوں نے ' ایران نے' انڈونیشیا نے اور مصر نے --- میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ ہم سے زیادہ اچھے مسلمان نہیں ہیں تو ہم سے کم بھی نہیں ہیں لیکن آج انہوں نے آبادی کے اس بے تحاشہ دباؤ پر قابو پا لیا ہے۔ ہمیں یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ یہاں پر علماء مخالفت کریں گے ۔ خدا کے فضل سے ہمارے ملک میں اپنے بھی بڑے روشن خیال' بڑے ہوشیار' تعلیم سے بہرہ ور ' enlightened اور ہر طرح بڑے intellectual علماء موجود ہیں میرے خیال میں ان کا تعاون و مدد حاصل کرنی چاہیئے اور میں کہتا ہوں war footing پر سب سے number one priority یہ ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں ہمارے جتنے بھی مسائل law and order کے ہیں' unemployment کے ' مہنگائی کے یا

ہاؤسنگ کے ہیں ، صحت کے ہیں یا تعلیم کے ہیں اس کی root cause جو ہے وہ population کا بڑھنا ہے۔

جناب والا! ہر سال ہر صوبے کی آبادی کا اندازہ لگانا چاہیئے اور جس صوبے میں fertility rate زیادہ ہو ان locations پر نسبتاً cut رکھا جائے - میری یہ تجویز ہے اور میں بڑے خلوص سے کہتا ہوں کہ اس کا نوٹ لینا چاہیئے - بابا اور بھی کافی شعبے ہیں اس میں اپنی جوان مردی دکھائیں - یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ آپ کو کوئی کام ہی نہیں ہے اور بھوکوں اور ننگوں کی ایک فوج تیار کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ صدر صاحب نے فرمایا کہ ہم صحت کے شعبے پر اتنا خرچ کرتے ہیں - میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ prevention is better than cure ہم prevention کی طرف مکمل طور پر غافل ہیں - جناب لوگوں کو صاف پانی ملے - ان کو صحتمند خوراک یعنی balance food ملے ، رہن سہن کے ان کے طریقے مناسب ہوں ، ان کو پریشانی نہ ہو تو پھر مشکل سے کوئی بیمار ہو گا۔ لیکن جناب والا! ہمارا کیا قصہ ہے روز مرہ یہ آ جاتا ہے کہ فلاں جگہ ہم ہسپتال کھول رہے ہیں۔ اس کے لئے فرانس سے architect آئے گا اور اس میں sophisticated surgery ہو گی - Neurological Unit ہو گا kidney centre ہونگے جناب والا ہم ابھی ان چیزوں کے متحمل نہیں ہیں۔ یہ عام آدمی کے لئے نہیں ہوتے ہیں - میں تو تھوڑا سا insider بھی ہوں - یہ جناب بنایا کس لئے جا سکتا ہے کہ وہاں پر اپنے کسی near , dear یا favourite کو appoint کیا جائے اور اس کے لئے جو مشینری ہوتی ہے وہ خریدی جاتی ہے اس میں بھی kick backs ہو جاتے ہیں - مشینری کے لئے آپ پھر کراچی سے پشاور جائیں اور چترال تک جتنی sophisticated machinery آئی ہے وہ سب idle پڑی ہے کیونکہ اس میں faults پیدا ہو جاتے ہیں۔ جناب جب انگریز جا رہے تھے تو وہ دو چیزیں یہاں پر چھوڑ گئے ہیں - ایک کشمیر کا مسئلہ اور ایک کرکٹ کا کھیل۔ یہ انہوں نے ہمیں اپنی وراثت میں دیا - جناب کرکٹ کے کھیل کا ایک شہزادہ جو کہ ماشاء اللہ چند دنوں میں ہمیں ایک گوری بھابھی دے گا۔ جناب اس کی والدہ کو اللہ جنت فردوس میں جگہ دے--- لیکن یہ کرنا کہ اس کے نام پر شروع ہو جائیں کہ میں کینسر ہسپتال بناتا ہوں - خدا کے بندے کینسر ہسپتال تو دنیا میں کسی جگہ پر independent نہیں ہوتا۔ کینسر کے institutes ہر ہسپتال میں ہوتے ہیں - ٹھیک ہے آپ

نے بنانا تھا ۔ آپ اپنے وسائل لے آتے ۔ ہمیں معلوم ہے لاہور میں فاطمہ میموریل ہسپتال فیروز سنز والوں نے اپنے پیسوں سے بنوایا ہے ۔ انہوں نے جہانگیر دیوی ہسپتال ، گلاب دیوی ہسپتال، گنگا رام، عائشہ باوانی کراچی میں ، لیکن اگر آپ نے بنانا تھا تو آپ خود بھی دولتمند آدمی تھے ، اپنے پیسے سے بناتے۔ لیکن آپ نے شروع کیا چترال سے ایک دورہ ۔ تو چاہیئے یہ تھا کہ آپ دیکھیں کہ چترال میں اگر کوئی کینسر کے مرض میں مبتلا ہوگا تو اب وہ جائے گا کوٹ لکھپت۔ اس کے لئے تو علاج کروانا ایک عذاب بن گیا۔ وہ بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان سے ادھر جائے گا۔ خدا کے بندے تم ایسا کرتے ، ٹھیک ہے آپ کا ایک جذبہ ہے ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ جب آپ لوگوں سے چندہ جمع کرتے ہیں ، پھر آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ والدہ کے نام پر کریں۔ اس ملک میں ایسے ایسے لوگ گزرے ہیں جو کہ قومی خدمت انہوں نے کی ہے، خواتین ایسی گزری ہیں جنہوں نے خدمت کی ہیں، ان کے نام پر رکھتے، وہ deserve کرتے ہیں۔ قومی مسئلے پر یہ تو نہیں کہ کل ڈاکٹر ریحان اپنی والدہ یا اپنے والد کے نام پر قومی پیسوں سے سیاست کرے۔ میں کبھی ایسا غلط کام نہیں کروں گا۔ قومی پیسوں پر قومی شہرت کے جو لوگ ہوتے ہیں ان کے نام ہونے چاہئیں۔ بہر کیف میں یہ کہتا ہوں کہ الگ الگ انسٹی ٹیوٹ ہوتے، ڈیرہ غازی خان میں ایک انسٹی ٹیوٹ ہوتا، کہ جو نزدیک کے لوگ ہوتے ادھر سے استفادہ حاصل کرتے ، اسی طرح ڈیرہ اسماعیل خان میں اور دوسری جگہوں پر ہوتے۔ اب جناب آپ نے وہ نیر علی دادا ہے کہ کون ہے ان سے آپ نے وہ نقشہ بنوایا کیونکہ تاج محل بنانا تھا۔ بھئی ہسپتال ہے یا آپ کی والدہ کی یاد میں تاج محل ہے۔ بہر کیف یہ بات میں نے ضروری کہنی تھی کیونکہ میرے دماغ میں یہ اس وقت سے تھا اور آج مجھے موقع ملا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اس پر۔

جناب والا! صحت کے شعبے میں ہم بڑی اہم باتوں کی طرف سے غافل ہیں۔ Blood Transfusion کے بارے میں کوئی legislation نہیں ہے۔ حالانکہ اس سے کتنا infected blood میرے دوست بیٹھے ہیں جو میری باتوں کو اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔ اس سے کتنی infections transmit ہوجاتی ہیں۔ وہ پیشہ ور ڈونرز جو ہیں وہ تو سب بیماری ہوتی ہے۔ اس کے متعلق باقاعدہ legislation ہونی چاہیئے اور اس کے لئے پروگرام کرنا چاہیئے۔ تو جناب مجھے افسوس ہے اور میری یہ بڑی handicap ہے کہ یہ بے وکالت کی زبان جو ہے ناں یہ میں بہت

کوشش کرتا ہوں کہ اس کو پکڑ لوں لیکن اس عمر میں پتہ نہیں کیا ہے - لیکن میری یہ خواہش ہے کہ میرے جو دوست وکیل ہیں میں ان سے استفادہ حاصل کروں اور ہوسکتا ہے میں پرائیویٹ بل پیش کروں اس بارے میں۔

جناب iodization of salt ' اتنا اہم مسئلہ ہے جی۔ اس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی legislation نہیں ہے ' قومی سطح پر - ایک فرنٹیئر میں انہوں نے Ordinance جاری کردیا ہے جی۔ ہوا ہے جی کوئی۔ نہیں ہوا ہے نہ جی کوئی۔

(مداخلت)

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** جناب ہم نے اب شاہ دولا کے چوہے ' وہ تو بے چارے ' ان کو لے جاؤ گجرات کے مزار کے پاس اور وہ mentally retarded persons کی جگہ ہے۔ جناب والا! ہمارے ملک میں تعمیری سوچ بھی کمزور ہوتی ہے ' ہم بار بار لڑتے رہتے ہیں وہ iodine کی defficiency ہے - جناب والا! اس بارے میں ضرور legislation ہونی چاہیئے۔ جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا ' میڈیکل ایک پیشہ تھا ' ایک نوبل پیشہ تھا' لیکن وہ بدقسمتی سے اب ایک انڈسٹری بن چکا ہے۔ آپ جائیں ' باقاعدہ قوانین موجود ہیں جو کہ سرکاری ملازمت میں ڈاکٹرز ہیں وہ اپنے فارغ اوقات میں practice کرسکیں گے' لیکن اس کے لئے قانون ہے۔ لیکن میں یہ ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس قانون پر عمل در آمد نہیں ہوتا۔ یہ حکومت کے ذمہ دار افسران جو ہیں اور متعلقہ وزیر صاحبان جو ہیں اس کو نوٹ کریں کہ یہ قانون کی دھجیاں کیوں اڑائی جا رہی ہیں ؟ کسی کو یہ اجازت نہیں سرکاری ملازمت میں کہ وہ نرسنگ ہوم کھولے ' X-Ray Plant لگائے ' یا یہ کرے یا وہ کرے۔ میں اس موقع کی تلاش میں تھا کہ میں اس floor of the House پر یہ پوائنٹ اٹھاؤں۔ کرے کوئی بھی کام ' لیکن اگر وہ قانون کسی کو پسند نہیں ہے' تو ملازمت سے استعفٰی دے دے' یا کوشش کرے کہ اس قانون میں ترمیم آجائے' لیکن یہ تو نہیں کہ قانون موجود ہے اور آپ قانون کا مذاق اڑاتے رہیں دن دہاڑے۔ جناب والا! آخر میں جی میں یہ کہوں گا کہ صدر صاحب نے drug addiction کا ذکر کیا ہے۔ جناب والا! بات صاف ہے ' ایک capitalist سماج میں Drug addiction, violence, crimes اس کا حصہ ہوتے ہیں ' یہ چیزیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر آپ نے اس طرح سے سوسائٹی بنائی ہے جس طرح ہم چل پڑے ہیں تو اس سے چھٹکارا پانا کہ جی اس کے لئے سزائیں مقرر ہیں' سعودی عرب میں

کتنے لوگوں کے سر اڑائے گئے ہیں؟ کیا اس میں کوئی فرق پڑا ہے ؟ وہ تو دن بدن زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس مرض کا scientific طریقے سے علاج کرنا ہو گا۔ علامات کا علاج نہ کریں مرض کا علاج کریں۔

جناب چیئرمین! ہماری سوسائٹی دن بدن ایک exhibitionism and consumerism کی سوسائٹی بنتی جا رہی ہے۔ جتنی lavish spending ہم کرتے ہیں یہ دعوتوں پر۔ میرے خیال میں دنیا بھر میں لوگ بڑے حیران ہوتے ہوں گے کہ اتنی تو آپ ----- راجہ صاحب نے تو کہا کہ ہم یہ امپورٹ کرتے ہیں وہ امپورٹ کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ہماری جو دعوتیں ہوتی ہیں' میرے خیال میں ایسی دعوتیں سعودی عرب' کویت اور دوبا کے جو شہزادے ہیں وہ بھی شاید نہیں کر سکتے ہوں گے۔ جناب والا! اس کے لئے ضروری ہے اور یہ اس وقت ختم ہو گا جب یہاں پر سادگی آئے گی۔ لیکن سادگی اوپر سے آئے گی۔ میری یہ بڑی عاجزانہ گزارش ہے' میں اپیل کرتا ہوں ملک کے بڑوں بڑوں سے' جس میں صدر صاحب ہوں' وزیراعظم صاحب ہوں' لیڈر آف دی اپوزیشن ہوں' چیئرمین سینٹ ہوں' ڈپٹی چیئرمین سینٹ ہوں یا کوئی بھی ہو کہ آپ مہربانی کرکے lavish spendings والی دعوتوں کو discourage کریں۔ ادھر نہ جائیں۔ اگر آپ نے یہ شروع کر دیا تو آپ دوسرے دن دیکھیں گے کہ یہ نمائش و نمود اور consumerism جو ہے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کا جنہوں نے مجھے موقع دیا اور میری باتیں انہوں نے سن لیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ میں نے کس قسم کی باتیں کر دیں۔ یہ تو سننے والے بتا سکتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** بہت اچھی باتیں کی ہیں آپ نے ۔ بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ اب جناب وقار احمد خان صاحب---- غیر حاضر ---- آ گئے ہیں ---- وہ نہیں بولنا چاہتے ہیں۔ ----- ادھر سے جناب شہزاد گل صاحب ' غالباً وہ بھی نہیں ہیں------- میں لکھ رہا ہوں جی جو صاحب نہیں ہیں he is absent now جی اعتراز احسن صاحب ------ جی آپ بھی نہیں بولنا چاہتے' ٹھیک ہے جی ----- اشتیاق اظہر صاحب کدھر ہیں؟ ----- ابھی تو موجود تھے' کہاں تشریف لے گئے ہیں جی؟ نہیں نہیں وہ تو کہتے ہیں کہ میں نہیں بولتا------ He has not spoken earlier no, no, his name is appearing on the list, of course, I think if he is not speaking. Well, it is his wish and will----- اشتیاق صاحب کہاں ہیں؟ جناب فدا حسین----

**جناب منظور احمد گچکی:** جب آپ لسٹ سے نام پکار رہے ہیں اور وہ ممبر نہیں ہیں تو پھر ان کی تقریر نہیں ہو گی کل یہ فیصلہ ہوا تھا۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** میں وہی کچھ کر رہا ہوں جناب۔ ایک نام یہاں سے ایک نام وہاں سے جو نہیں ہیں اس کا نام کٹ رہا ہے۔ فدا حسین صاحب نہیں ہیں۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

**سید اشتیاق اظہر:** بہت شکریہ جناب۔ صدر مملکت نے ۱۴ نومبر کو دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا تھا۔ یہ خطاب تو ہوا تھا لیکن اس بات پر توجہ نہیں دی گئی کہ ایک ماہ کی تاخیر سے اجلاس منعقد کیا گیا اور صدر صاحب کی تقریر ہوئی کاش وہ مناسب وقت پر خطاب فرماتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کراچی اور سندھ میں امن و امان کے مسئلے پر کوئی تفصیلی روشنی نہیں ڈالی اور اس بارے میں اپنی وہ ذمہ داری پوری نہیں کی جو صدر مملکت کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ صدر گرامی قدر کی تقریر بہت سے عنوانات سے پر تھی۔ لیکن انہوں نے کراچی اور سندھ میں جو کچھ حالات ہیں اور تھے اور یہ سلسلہ تقریباً ۱۹ جون ۱۹۹۲ء سے جاری ہے۔ اس کے بارے میں کوئی مناسب اظہار خیال نہیں فرمایا اگر وہ اس موضوع پر اظہار خیال فرماتے اس لئے کہ ان کے انتخاب میں ایم کیو ایم کے چودہ ووٹ شامل تھے۔ اور ہر چند کہ ہم نے غیر مشروط طور پر ان کو ووٹ دیا تھا۔ لیکن ہمیں توقع تھی کہ وہ ان مشکلات اور مسائل کا ضرور جائزہ اپنی تقریر میں لیتے۔ جو ان کے علاقے میں ایک طویل عرصے سے درپیش آرہے ہیں اور ۱۹ جون سے لے کر اب تک بلکہ اس وقت تک کراچی اور سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہر اخبار میں موجود ہے۔ اور کراچی تو خیر ایک آفت زدہ علاقہ ہے اب حیدر آباد کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** اشتیاق اظہر صاحب کا مائیک چیک کریں۔

**سید اشتیاق اظہر:** جناب چیئرمین، جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ جناب سلیمان نے جو خصوصی واقعات کی نشاندہی کی اور اس میں حقیقی کے کردار کو highlight کیا ہے۔ اب کہیں جا کر کل محترمہ وزیراعظم کے مشیر برائے انسانی حقوق وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ اور ان الزامات کی تحقیقات میں کل سے مصروف ہیں۔ جس کی نشاندہی کافی پہلے ہو چکی

تھی اور جس پر بہت سے اخبارات نے سیر حاصل تبصرے کئے تھے۔ فاروق سلیمان صاحب کی تقریر ایک طرح کی اوپن ایف آئی ار تھی اس کا فوری نوٹس لیا جانا چاہیئے تھا۔ اور انہوں نے الزامات عائد کئے تھے۔ ان کی تحقیقات ہونی چاہیئے تھی۔ مجھے یہاں تک یاد ہے کہ جب امریکی سفارت کاروں کا قتل ہوا تھا تو ایس ٹی این پر کئی بارحقیقی دہشت گردوں کا نام لیا تھا بات دراصل یہ ہے کہ حقیقی دہشت گرد جو کراچی میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ان کو اس لئے لگام نہیں دی جاتی کہان کو اس role کے لئے باقاعدہ اجازت اور مہلت دی گئی ہے۔ اور سلیمان کی سنگین الزامات کے باوجود محترمہ بے نظیر صاحبہ نے اب اپنے ایک مشیر کو بھیجا ہے کہ جا کر وہ ان واقعات کی تحقیقات کریں۔ کاش جب یہ معاملات منظر عام پر لائے گئے تھے اس وقت کارروائی ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے لوگوں کی قیمتی جانیں بچائی جا سکتی تھیں۔ حقیقی دہشت گرد دراصل ایک منظم قوت ہے -----

**میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ بابر :** آن پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** جی جناب جنرل صاحب۔

**میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر :** ایک منٹ یہ جو کیس refer کیا سومار کا۔ اس پر ایف آئی اے نے انکوائری مکمل کر دی تھی۔ اس کی جو کارروائی تھی وہ پرائم منسٹر کو بھیج دی تھی اسی پر یہ آرڈر ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہیومن رائٹس والوں کے ساتھ دونوں کے ساتھ مل کر سومار کے ساتھ ملاقات کی جائے اور اس پر باقی مزید جو کارروائی ہوگی۔ تو ایف آئی اے کی انکوائری مکمل ہے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** جنرل صاحب جب وائنڈ اپ کریں گے تو اس وقت اس پر بول دیں۔

**سید اشتیاق اظہر :** میں جو عرض کر رہا ہوں، وہ پرائم منسٹر کے سپیشل اسسٹنٹ -----

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** ٹھیک ہے جی چلیں آپ۔

**سید اشتیاق اظہر۔** ایف۔آئی۔اے نے کیا کارروائی کی، پرائم منسٹر کو کیا رپورٹ دی

اگر یہ بھی اخبارات میں آ جاتا تومیں سمجھتا ہوں کہ اس کا بھی ایک مثبت اثر پڑتا - بات یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اور اس پر قوم کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا ، ایک ڈیپارٹمنٹ انکوائری کرتا ہے ، اس کی رپورٹ بھیجتاہے اور پھر جب محترمہ فارغ ہوتی ہیں ، اس کا مطالعہ کرتی ہیں اور پھر وہ کارروائی کرتی ہیں - تو اس کے بعدمعلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کارروائی ہو رہی ہے - اس میں جو دو تین مہینہ کا وقفہ گزر جاتا ہے اس پر اس delay کے جو اثرات پڑنا چاہیئے تھے وہ پڑے اور بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں ، بہت سی مساجد اور امام بارگاہوں میں قتل و غارت گری ہوئی ، رمضان کے مقدس مہینے میں بھی سینکڑوں افراد لقمہ اجل بنے ، اس وقت بھی اگر یہ کارروائی ہوتی ، اور جو حقیقی دہشت گرد تھے ان کے خلاف کارروائی کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ وقوع پذیر نہ ہوتا - اب میں جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی تقریر کا ذکر کروں گا جو کہ کل یہاں موضوع گفتگو بنی رہی ، ان کی تقریر صدر مملکت کی تقریر کے حوالے سے تھی اور جہاں تک اس تقریر کے مندرجات کا تعلق ہے ، ڈاکٹر صاحب نے خود ہی بہت سی باتیں یہاں اپنی explanatory remarks میں بیان کردی تھی، میں اس کا ذکر نہیں کرنا چاہتالیکن میں یہ ضرور ذکر کروں گا کہ اس سلسلےمیں جس طرح سے انہوں نے agencies کے رول کا تذکرہ کیا ، اس کی بھی قرار واقعی پذیرائی ہونی چاہیئے تھی - انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں جو کچھ کہا اس سے میں سمجھتا ہوں کہ خاصے اہم واقعات منظر عام پر آئے ، لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ جب مولوی مشتاق حسین نے جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو ایک مقدمے میں ضمانت پر رہا کر دیا تھا----

(مداخلت)

**جناب ڈپٹی چیئرمین**- No cross talk please چلیں آپ جاری رکھیں-

**سید اشتیاق اظہر**-میں جو عرض کر رہا ہوں وہ ایوب خان کے زمانے میں کارروائی ہوئی تھی ، اس پرجسٹس مشتاق حسین نے ان کو ضمانت پر رہا کیا تھا اور ان حالات میں جب یہ واقعہ ہوا خود پی پی پی کے حلقوں کی طرف سے اس کی پذیرائی کی گئی تھی ، یہ جو گفتگو ہو رہی ہے یہ بہت بعد کی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے مقدمے کو غیر معمولی طور پر طوالت دی گئی ، اگر یہ طوالت نہ دی جاتی اور criminal case کے طور پر اس مقدمہ قتل کو

deal کیا جاتا تو ایک وقت وہ تھا کہ جو judgement ہوا ہے تو اس میں پانچ اور چار کا فرق نمایاں ہو سکتا ہے ۔ دو جج اس عرصے میں التواء کی وجہ سے چلے گئے ایک تو ریٹائرڈ ہو گئے اور ایک مخدوش ہوگئے اور وہ کارروائی میں حصہ نہیں لے سکے ۔ اگر اس سلسلے میں صحیح طور پر کارروائی کی جاتی اور یہ میں کیا بہت سے لوگ اس واقعہ کو جانتے ہیں اور لکھنے والے اس موضوع پر اظہار خیال کریں گے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اس معاملے کو اتنا طول دیا گیا اور یہ دو قیمتی ووٹ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے حق میں جاتے ، وہ حق میں جانے سے رہ گئے اور یہ-----

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please, Sheikh sahib no interruption .

**سید اشتیاق اظہر** ۔ اور اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو یہ صورتحال جو بعد میں پیدا ہوئی یہ نہیں ہوتی ۔ کورٹس کے بارے میں یہاں خاصی باتیں کہی گئیں ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کو عدالت عظمیٰ ہو یا عدالت عالیہ اس کا احترام کرنا چاہیئے اور عدالت جو فیصلہ بھی کرتی ہے اس پر اس طرح سے اظہار خیال نہیں ہونا چاہیئے ۔ کل جب یہ ذکر ہوا تو بعض ریمارکس جناب چیئرمین نے expunged بھی کیے تھے ۔ تو کیفیت یہ ہے کہ آج جو ایم کیو ایم کی طرف سے سپریم کورٹ میں ایک اپیل دائر کی گئی ، جس کی 6 جون سے سماعت ہونے والی ہے ، ابھی سماعت شروع ہونی ہے اور regular hearing ہونی ہے کہ سندھ کی اسمبلی کے سپیکر نے پہلے سے ہی اس کو pre-empt کردیا اور یہ اعلان فرما دیا ، یہ باقاعدہ ایک اخبار میں head line کے ساتھ آیا ہوا ہے کہ اس مقدمے کے سلسلے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد ایم کیو ایم پر پابندی لگا دی جائے گی ۔ آپ غور فرمائیے ۔

(مداخلت)

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ Please آپ تشریف رکھیں شیخ صاحب، آپ کو تصیح کا کوئی اختیار نہیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔

**جناب اشتیاق اظہر** ۔ میں نے ہر شخص کی تقریر سنی ہے مجھے یہ توقع ہے کہ مجھے بھی کہنے کا موقع دیا جائے گا اور خواہ مخواہ کی مداخلت نہیں ہو گی ۔

(مداخلت)

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ No, no please آپ تشریف رکھیں ۔ جی ارشاد۔

**جناب اشتیاق اظہر** ۔ تو یہ چیز جو ہے اس طرح کا pre-empt کرنا اور عدالت عظمیٰ کو influence کرنا میں سمجھتا ہوں کہ کسی اعتبار سے مناسب نہیں ہے ۔ میں سمجھتاہوں کہ سیاسی جماعتوں کا ایک جمہوری کردار ہونا چاہئیے ۔ اور صدر گرامی قدر اگر اس موضوع پر بھی اظہار خیال فرماتے تو بہت اچھا ہوتا ۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور میں آپ کو یاد دلانا چاہتاہوں جب انتخابات ہورہے تھے اور اس کے گواہ سینیٹر احسان شاہ ہیں کہ جب قومی اسمبلی کے انتخابات ہونے والے تھے ۔ ہم نے ہر سیٹ پر جس پر ہم سمجھتے تھے کہ ہم جیت سکتے ہیں ۔ہم نے اپنے امیدوار نامزد کئے تھے ۔ اور ان کے کاغذات نامزدگی درست قرار پائے تھے لیکن اس وقت کے ایک کور کمانڈر نے جن کا ذکر میں نے سینیٹر احسان شاہ صاحب سے کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جب آپ کی تقریر ہو گی تو اس پر روشنی ڈا لئیے گا ۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ آپ یہ چار سیٹیں لے لیجئیے باقی سیٹیں آپ چھوڑ دیجئیے ۔ حالانکہ ۲۸ ستمبر کو مجھے یاد ہے کہ ہم چیف آف دی آرمی سٹاف کے پاس گئے تھے اور چیف آف دی آرمی سٹاف نے ہم سے کہا تھا کہ آپ انتخابات میں بھر پو ر حصہ لیں ہم نے کہا کہ ہم حصہ لے رہے ہیں ۲۸ ستمبر کو کراچی واپس جا کر ہمارے پانچ سو کارکن ملیر میں کام کرنے کے لئے پہنچے تو ان کو گھیر لیا گیا اور بڑی مشکل سے وہ دس دس میل کا سفر پیدل کر کے لہو لہان ہو کر واپس پہنچے اور اگر ہماری پارٹی ایسی ہوتی disciplined پارٹی نہ ہوتی تو عین ممکن تھا کہ اشتعال میں آکر وہ ہمارے دفتر کو بھی آگ لگا سکتے تھے ۔ مگر چونکہ ہم ایک بہت ہی منظم پارٹی ہیں اس لئے یہ معاملہ صرف اسی پر رہا اور اس واقعہ کے بعدہمیں اندازہ ہوا کہ COAS کی یقین دہانی کے باوجود بھی ہمیں انتخابات میں حصہ نہیں لینے دیا جائے گا چنانچہ بوجہ مجبوری ہم کو انتخابات کا بائیکاٹ کرنا پڑا اور اس کے کئی پہلو ہیں مگر اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب ۶ اکتوبر کو انتخابات ہوئے تو جن لوگوں کو اسمبلیوں میں لانا مقصود تھا ان کو سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو ووٹ ملے بحیثیت مجموعی حقیقی دہشت گردوں کو پورے حلقہ انتخاب میں سے صرف دو ہزار ووٹ ملے اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایم کیو ایم کا ووٹ بینک ۱۹ جون کی کارروائی کے باوجود intact ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے چنانچہ پھر جن لوگوں نے ہم کو یہ کہا تھا کہ آپ قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ نہ لیں ۔ انہوں نے دوبارہ آکر ہم سے یہ خواہش کی کہ آپ صوبائی اسمبلی کے

انتخابات میں حصہ لیں۔صرف ڈیڑھ دن کے عرصے میں ہم نےفیصلہ کیا اور حصہ لیا۔ اور ہم نے ۲۷ سیٹوں پر کامیابی حاصل کی مثال کے طور پر آپ یقین جانیے کہ ۱۸۸ حلقہ انتخاب جو کراچی میں ہے اس میں جب ہم نے حصہ لیا تھا تو ہمارے امیدوار نے ایک لاکھ بیالیس ہزار ووٹ حاصل کئے تھے اس حلقے میں بعد میں کامیاب ہو نے والے امیدوار کو صرف ساڑھے بارہ ہزار ووٹ ملے اور حلقہ ، انتخاب میں دو صوبائی سیٹیں تھیں ان پر ہمارے امیدواروں نے بحیثیت مجموعی ایک لاکھ بیس ہزار ووٹ لئے یہی معاملہ جب چھ جون کو سماعت شروع ہو گی تو ہم contempt کے حوالے سےاس کا ذکر وہاں بھی کریں گے جس کا آج یہاں ذکر کر رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بہت سے حلقوں سے یہ کہا جارہا ہے کہ ہم لوگ دہشت گرد ہیں ۔ لیکن میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت صدر مملکت کا انتخاب ہوا تھا ہمارے چودہ ووٹ ان کے حق میں ڈالے گئے تھے تو انہی محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے پارلیمنٹ اور اپنے پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں تین سینیٹروں کو ظہرانے پر مدعو کیا تھا جس میں' میں بھی شامل تھا۔ انہوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا تھا اور یہی آصف زرداری صاحب جو آج بھی کئی کئی بار یہ کہہ چکے ہیں کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات ہو رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہو رہا ہے ۔ انہوں نے باقاعدہ الطاف صاحب سے ملاقات کر کے ان کا شکریہ ادا کیا تھا ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم دہشت گرد ہیں تو ہم اس وقت بھی دہشت گرد تھے ۔ اگر چودہ دہشت گردوں کے ووٹ سے صدر کامیاب ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہو ں کہ یہ جاننے کے بعد کہ دہشت گردوں کے ووٹ سے ان کو کامیابی حاصل ہوئی ہے انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صدر مملکت پر تھوڑا بہت اثر ہوا بھی ہے ۔ اس لئے کہانہوں نے بار بار اس بات کی کوشش کی کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات ہو جائیں۔ مذاکرات دراصل سیاسی عمل کا ، جمہوری عمل کا ایک حصہ ہیں ۔ ہم نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا ۔ ہمارا اور پی پی پی کی صوبائی قیادت کے درمیان باقاعدہ ایک چار سے دس نکاتی سمجھوتہ ہوا تھا ۔ حکومت سندھ کے محکمہ اطلاعات نے اس کا اعلان کیا تھا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔ جب محترمہ لند ن تشریف لے جا رہی تھیں تو ان سے کہا گیا تھا کہ دیکھیئے آپ لندن جا رہی ہیں ۔آ پ اس سمجھوتے میں جو باتیں آج طے پائی ہیں اس پر عمل درآمد کا فیصلہ کر ا دیں اور اس کے بعد وہاں تشریف لے جائیں تو بہتر ہو گا لیکن اس پر کان نہیں دھرا گیا ۔ یہی مشورہ ان کے

فلپائن کے دورے پر کیا گیا ، یہی مشورہ ان کو امریکہ کے دورے پر دیا گیا لیکن محترمہ نے ان باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی ۔ دنیا نے دیکھا کہ ہر جگہ ان کے خلاف مظاہرے کئے گئے اور ایم کیو ایم چونکہ ایک ایسی پارٹی ہے کہ جس کی دنیا کے تمام ممالک میں شاخیں موجود ہیں ، اس لئے organized مظاہر ے ہوئے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دورے محترمہ کے لئے کوئی کامیابی کی دلیل ثابت نہیں ہو سکے ۔

اگر یہ سمجھوتہ ہوتا بھی تو دیکھئے کہ آخری بار ہمارے اور اپوزیشن کے درمیان 4 فروری کو مذاکرات ہوئے اور 4 دن کا وقت مزید مانگا گیا کہ چار دن کے بعد ہم آپ سے دوبارہ بات کریں گے ۔ چار فروری لیں اور آج کی تاریخ ۔اسی دوران جناب آصف زرداری نے تین دفعہ کہا اور ہمارے آدمیوں نے تین دفعہ اس کی تردید کی ۔ چار فروری کو دیکھیں اور آج تک کسی قسم کے مذاکرات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا ۔ اب جو کونسل اسسٹنٹ صاحب تشریف لے گئے ہیں ۔ انہوں نے ایم کیو ایم کے ایک رکن سے کل وہاں کراچی میں بات کی ہے جس کی مجھے اطلاع ملی ہے ۔

اب رہا خواتین کے تحفظ کا مسئلہ ، آپ یہ دیکھیں کہ ایک خاتون وزیر اعظم کے زمانے میں پکا قلعہ اپریشن ہوا ۔ پکا قلعہ اپریشن میں 26 خواتین شہید کی گئیں ۔ یہ ایک المیہ ہے ۔ جہاں بھی سیاسی مظاہرے ہوئے ہیں وہاں ہمیشہ خواتین کو تحفظ دیا گیا لیکن ایک خاتون وزیر اعظم کے دور حکومت میں 26 خواتین کی شہادت کوئی اچھی بات نہیں ہے اور اس کو بھی چھوڑ دیں ۔ یہاں پر محترمہ نسرین جلیل صاحبہ سینیٹر ، تشریف فرما ہیں ۔ ان کے خلاف قتل کے آٹھ مقدمات درج ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ ایک خاتون وزیراعظم کے دور میں ایک خاتون سینیٹر کے خلاف اس قسم کے مقدمات کا اندراج کیا معنی رکھتا ہے ۔ خواتین کا تحفظ ہمارے آئین کا بھی حصہ ہے ، ہمارے معاشرے کا بھی ایک حصہ ہے ۔ خواتین کو تحفظ ملنا چاہیئے ۔ اگر تحفظ نہیں ملتا تو یہ چیز ایسی ہے کہ جس پر صدر مملکت کو ضرور اظہار خیال کرنا چاہیئے ۔

تعلیم کے حوالے سے ہمارے بہت سے دوستوں نے تذکرہ کیا ہے ۔ خواندگی کو دیکھیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ 50 سال میں بجائے بڑھنے کے کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس سینٹ میں ایک دفعہ میرے حوالے سے ایک بات چلی تھی کہ پرائمری تعلیم کو مکمل طور پر فری کیا جائے اور وہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی ۔ اس کے بعد بھی ایک اور قرارداد منظور ہوئی تھی

لیکن اب تک پرائمری تعلیم کو مکمل اور فری کرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ یہ بات بڑی افسوس ناک ہے اور پھر یہی بات ہوتی ہے کہ مدرسین کی تربیت کا مسئلہ بھی ہے ۔ اس پر بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ صحت کے بارے میں ڈاکٹر ریحان نے خاصی طویل تقریر کی ہے ۔ اہم نکات اٹھائے ہیں اس لئے میں اس پربات کرنا پسند نہیں کرتا لیکن میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیئے۔ خاص طور پرجمہوری ممالک میں اور جمہوری حکومتوں میں یہ ہے کہ جو بات کہی جائے اس پر عمل کیا جانا چاہیئے ۔ یہی قائد اعظم نے کہا تھا ۔ قائد اعظم کی تصویر ہمارے سامنے بنی ہوئی ہے۔ اس نے جو بات کہی اس پر عمل کرکے دکھایا ۔ قائد اعظم کے ماننے والوں کے لئے ، اس کو بابائے قوم کہنے والوں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اس بات پر توجہ دیں کہ جو کہیں اس پر عمل کرکے دکھائیں ۔ قول و فعل کے تضاد سے میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے پر بھی برا اثر پڑتا ہے اور دوسرے ممالک پر، جن کے ساتھ ہمارے تعلقات ہیں، اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے ۔

جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ڈاکٹروں کی فیسوں کا مسئلہ ہے ۔ ہسپتالوں میں بیٹھے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ کلینک پر آ جائیے تو علاج کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی اب تک صحت کے بارے میں کوئی پالیسی نہیں بنی ہے ۔ ڈاکٹر ریحان نے جو کچھ کہا ہے اس پر غور کرنا چاہیئے اور ایک ایسی پالیسی مرتب کی جائے جو جمہوری نوعیت کی ہو اور جس سے عوام کو قرار واقعی فائدہ پہنچے ۔

میں اس کے بعد یہ کہنا چاہوں گا کہ گرانی میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ گرانی کو روکنے کے لئے کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ جیسا کہ ڈاکٹر ریحان نے کہا ہے کہ ایک زمانے میں ڈائریکٹر جنرل پرائس کنٹرول ہوتے تھے ۔ اب اس قسم کا کوئی ادارہ نہیں ہے ۔ لوگ من مانی کرتے ہیں ۔ سیمنٹ کارخانوں کو نجی شعبے میں دیا گیا تو ۳ بار سیمنٹ کی قیمتیں بڑھائی گئیں ۔ کوئی پرسان حال نہیں ۔ اگر حکومت عوام کی ہے ، عوام کے لئے ہے ، عوام کے فائدے کے لئے ہے تو گرانی کا سد باب بھی ہونا چاہیئے ۔ ناجائز منافع خوری کا بھی سدباب ہونا چاہیئے اور خواہ مخواہ قیمتوں میں اضافے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

بات یہ ہے کہ صدر مملکت کی تقریر ایک بیوروکریٹ کی تقریر ہے ۔ یہ ایک رسم ہے کہ جو تقریر آئی اس کو پڑھ دیا ۔ یہ کوئی اچھی روایت قائم نہیں ہوئی ہے ۔ صدر مملکت نے کل اپنے

لوگوں سے ملنے کے بعد کہا ہے کہ وہ PPP سے استعفیٰ دے چکے ہیں ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ابھی ۵ ماہ بھی پورے نہیں ہوئے ہیں کہ ۴۰ سے زیادہ آرڈیننس جاری ہو گئے ہیں ۔ یہ کوئی اچھی صحت مند جمہوری روایت نہیں ہے ۔ اس کا سدباب ہونا چاہیئے ۔

اپوزیشن ارکان کے ترقیاتی فنڈز کا جو معاملہ ہے میں اپنے دوستوں اور خاص طور پر مندوخیل صاحب سے اسی سلسلے میں ہم آہنگ ہوں کہ یہ فنڈز اپوزیشن کے ارکان کو ' ان کے حصے کے مطابق فراہم نہیں کئے جا رہے ہیں ۔ یہ ایک ایسی جانبداری ہے کہ جو ایک جمہوری حکومت کو زیب نہیں دیتی ۔

خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔ آج بھی ہمارے ایک مشہور صحافی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ " ہم نے اس خارجہ پالیسی پر عمل کرکے اپنے آپ کو تن تنہا کر دیا ہے ۔ ایران اور چین جو ہر برے وقت میں ہمارے دوست ہوا کرتے تھے آج ہم سے اتنے قریب نہیں ہیں کہ جتنے ہونے چاہئیں ۔ میری اپیل ہے کہ فارن پالیسی کے مرتب کرنے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اپنے قابل اعتماد ' قابل بھروسہ دوستوں کو اپنے ساتھ شامل رکھا جائے اور اپنے آپ کو اکیلا چھوڑنے کی بجائے پوری طرح سے یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارے دوستوں کے حلقے میں اضافہ ہو اس لئے کہ یہ بھی خارجہ پالیسی کی کامیابی کی ایک بنیادی وجہ ہوتی ہے کہ دنیا میں کتنے ممالک ایسے ہیں کہ جو ہمارے اصولوں کی ' ہمارے موقف کی کھل کر حمایت کرتے ہیں ۔ جیساکہ ہمارے دوست سینیٹر عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ گستاخان رسول ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کے بارے میں جو افواہیں اڑ رہی ہیں۔ وہ بڑی خطرناک نوعیت کی ہیں۔ گستاخان رسُول کی سزا موت ہے ۔ خواہ اس میں کسی قسم کی بھی ترمیم لائی گئی تو اس کا ملک کے اوپر بڑا برا اثر پڑے گا ۔ اسلامی ممالک میں بھی حکومت کی اس نوعیت کی کارروائی کی پذیرائی نہیں کی جائے گی۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض ہمارے احباب نے ہندوستانی آئین اور پاکستانی آئین کا موازنہ بھی کیا ۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہندوستان کا آئین ڈاکٹر امبیدکر جیسے ماہر نے تیار کیا تھا ۔ جو اپنی اصل شکل میں آج بھی موجود ہے اور ہمارے ہاں کیفیت یہ ہے کہ ۱۹۵۴ء کا آئین' ۱۹۵۶ء کا آئین ' ۱۹۶۲ء کا آئین' ۱۹۷۱ء کا آئین' ۱۹۷۳ء کا آئین' صدر ضیاء الحق کا عبوری آئین کا حکم اور اب پھر ۷۳ کے آئین کے حوالے سے جو آٹھویں ترمیم آج بھی موجود ہے ۔ یہ

جو صورت حال ہو رہی ہے ' یہ کوئی صحت مند بات نہیں ہے ۔ مجھے یاد ہے مولانا حسرت موہانی نے جب وہ مولانا فرنگی محلی ( زمان مہدی ) کے ہمراہ لکھنؤ سے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے جلسے میں شرکت کے لئے بمبئی جا رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اب وقت ہے کہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب ہو چکے ہیں۔ Muslim legislators کا کنونشن بلا کر پاکستان کا آئین تیار کر دیا جائے ۔ اگر یہ تجویز مان لی جاتی تو میں سمجھتا ہوں اس متفقہ آئین کے ساتھ وہ سلوک نہ ہوتا جو پاکستان بننے کے بعد ہمارے ہاں مختلف نوعیتوں کے آئینوں کا ہوتا رہا۔ اس آئین کو پورے ہندوستان سے elected مسلم لیگ کے نمائندوں کی منظوری حاصل ہوتی اور اس کو وہ تقدس حاصل ہوتا جو بعد میں آنے والے تمام آئینوں کو حاصل نہیں ہوتا۔

سب سے آخر میں' میں صدر مملکت کی تقریر کے اس آخری حصے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ نیکی کرنا ایک اچھی چیز ہے اور بدی سے روکنا اچھی چیز ہے ۔ یہ مشورہ جو انہوں نے دیا ہے' اگر وہ خود اس مشورے پر عمل کرتے' نیکی کی حمایت کرتے اور بدی کی مخالفت کرتے تو ان کے بارے میں جو مختلف نوعیت کی باتیں کی جا رہی ہیں وہ نہ کہی جاتیں ۔ ان کی تقریر پر مختلف نوعیت کے جو تبصرے ہوتے ہیں وہ نہ ہوتے۔ تلقین کرنا ایک الگ بات ہے اور اپنے کہے پر خود عمل کرنا سب سے اچھی بات ہے ۔ اگر وہ اس پر عمل آج بھی شروع کر دیں تو ہمارے ملک کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں مگر شرط ہے کہ وہ اپنے کہے پر عمل کرنے کی عادت ڈالیں۔ کوشش کریں' اللہ تعالی ان کی مدد کرے گا ' ان کا حامی و ناصر ہوگا۔ جناب چیئرمین ! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ شکریہ جناب اشتیاق اظہر صاحب۔ اب مسٹر فدا حسین صاحب بولیں گے۔ .He is absent I think سردار بشیر احمد خان ترین۔

**سردار بشیر احمد خان ترین** ۔ مہربانی چیئرمین صاحب! یہاں ۱۴ نومبر ۱۹۹۴ء کی ہمارے ملک کے president صاحب کی تقریر پر بحث جاری ہے اور اب تک چھ ماہ چار دن ہو چکے ہیں۔ لوگ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسی بات باقی نہیں رہ گئی کہ ہم اس پر مزید کچھ کہہ سکیں۔ البتہ یہ ہے کہ معزز دوستوں کی باتوں کو repeat کرتا جاؤں تو اس سے بھی میرے خیال میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا ۔

جناب چیئر مین! یہاں میرے ساتھی نے ابھی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کتابچے کی اس شکل میں طباعت ٹھیک نہیں ایک ملک کے سربراہ کی تقریر اور اس بد نما شکل میکہ شرم کے مارے ہم کسی کو دکھا بھی نہیں سکتے ہیں۔ کم از کم اس کی جلد اس طرح بنی چاہیئے تھی کہ ہم اس کو کسی کودکھانے کے قابل بھی ہوتے۔ پتہ نہیں اس کو اس طریقے سے بنانے میں شاید بجٹ میں کمی کی گئی یا کوئی اور وجہ ہے بہرکیف یہ تو انہی کو پتہ ہو گا۔ کم از کم جو خرچہ شادی کارڈوں پر آتا ہے یا عیدکارڈوں پر آتا ہے اتنا خرچہ تو اس پر کیا جاتا۔ اس میں ایک اور بات جو میں نے دیکھی ہے وہ صفحہ ۵۰ اور ۵۱ پر ہے جس میں قرآنی آیات موجود ہیں۔ کم از کم ان آیات کو دیکھ کر اس کتابچے کی کوئی خوبصورت سی جلد بنا دیتے تاکہ یہ پارٹی والے اور ہم پارلیمنٹ کے جتنے ممبران ہیں اپنے کسی خاص ریکارڈ میں رکھتے۔ بہرکیف اگر بچت کا معاملہ ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ باقی چیزوں میں بھی اسی طرح بچت ہونی چاہئے جس طرح امریکہ کے دورے ہیں اور منسٹروں سے ایوارڈ لینے کے لیے پورے پورے جہاز بھر جاتے ہیں۔ ایک تو ماشاء اللہ ہمارے لوگ جو اقتدار میں ہیں اس وقت وہ اپنی ہی پارٹی پر یہی تنقید کرتے ہیں کہ کوئی معاملہ صحیح نہیں ہے۔ چاہے وہ corruption کا ہو، چاہے وہ امن و امان کا ہو، چاہے وہ مہنگائی کا ہو، چاہے وہ بیروزگاری کا ہو۔ ہم اگر کہتے ہیں تو کہتے ہیں جی مخالفت برائے مخالفت کرتے ہیں لیکن جناب چیئرمین صاحب آپ نے خود ابھی حزب اقتدار والوں کی تقریریں سنیں جس میں زیادہ تر شکایتیں یہ تھیں کہ مہنگائی زیادہ ہے اس پر کنٹرول ہونا چاہئے۔ رشوت زیادہ ہے۔ بیروزگاری زیادہ ہے۔ حالانکہ حکومت ان کی ہے۔ انہی کو ان باتوں پر کنٹرول کرنا چاہئے۔ اگر ان کے بس کی بات نہیں ہے تو ایک جمہوری ذہن رکھنے والوں کی طرح بطور احتجاج نہیں بلکہ فخریہ وہ یہ کہیں کہ یہ حکومت چلانا ہمارے بس کی بات نہیں ہے لہذا یا تو اس پر دوبارہ ووٹنگ ہوجائے یا عوام کی عدالت میں چلے جائیں۔ یا ہم مستعفی ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہاں امن و امان کی بات ہو رہی ہے کہ جی امن و امان بہت ہی اچھا ہے۔ خیر خیریت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب کچھ بالکل غلط بات ہے چاہے جو بھی ایجنسی ان کو یہ رپورٹ دے رہی ہے۔ ہمارے وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ماہ ملتان میں کیا واقعہ ہوا؟ ان لوگوں نے کیا گناہ کیا تھا۔ جو بے گناہ لوگ مارے گئے؟ اور وہ لوگ کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ کن کی سرپرستی میں یہاں ان کو بنگلے اور ایک کمرے

میں دس دس ائیرکنڈیشنڈ لگا کر دیئے گئے؟ کن کو ڈرانے کے لیے۔ جناب چیئرمین، یہ کھلم کھلا جمہوریت کی خلاف ورزی ہے کہ ایک ملک کا وزیراعظم جو سیاسی ہے کہے رول ۹۰ یا سینٹ کے چیئرمین کی رولنگ، یا سپیکر کی رولنگ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اگر معنی رکھتی ہے تو اکثریت ہے۔ یہ کوئی جمہوریت ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس کو کبھی ہم جمہوریت نہیں کہیں گے۔ یہ ڈکٹیٹرشپ ہے۔ جناب چیئرمین میرا ایک دوست ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ جب تقریر کرتے ہیں تو ایسے لہجے میں بات کرتے ہیں جیسے واقعی کچھ ہونے والا ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ کچھ ہونے والا ہے بلکہ اس سے پہلے کئی دفعہ کچھ ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ ہم اپنا آدھا ملک کھو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس وقت حقیقت میں یہ نہیں کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کرتے ہیں۔ مہنگائی نے لوگوں کو یہاں تک مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی سفیدپوشی کو مزید قائم و دائم نہیں رکھ سکتے۔ اب وہ کیا راستہ اختیار کرتے ہیں یہ تو انہی کو پتہ ہو گا کیونکہ ایجنسیوں کی رپورٹیں ان کے پاس آتی جاتی رہتی ہیں۔ بیروزگاری کا آپ دیکھیں ایک نوکری کے لیے بقول ان کے کئی ہزار applications آتی ہیں۔ اب ایک طرف تو تعلیم کا رونا رویا جاتا ہے کہ تعلیم دلوائیں لیکن جب ہم تعلیم دلوا لیتے ہیں تو پھر ہمارے جو نوجوان ڈگریاں حاصل کرکے آتے ہیں، ان کو کوئی نوکری نہیں ملتی۔ والدین انہیں طنز کرتے ہیں کہ آپ ہمارے اوپر مزید بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ لہذا وہ خودکشی کرلیتے ہیں اور آپ بھی ایسی خبریں اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ہمارے ملک میں ایک انوکھی رسم چل نکلی ہے کہ روزگار نہ ملنے کی وجہ سے جب انسان دل برداشتہ ہو جاتاہے تو وہ خودکشی کر لیتاہے۔ اگر اس کا دوسرا رخ دیکھا جائے یعنی خودکشی کی بجائے کوئی نوجوان دوسراراستہ سوچے تو اس کا کیا انجام ہوگا؟

جناب چیئرمین! بلوچستان کی بات میں اس حوالے سے ضرور کروں گا کہ وہ باقی صوبوں کے مقابلہ میں بہت پسماندہ صوبہ ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے میرے خیال میں یہ صوبہ ملک کا آدھا حصہ ہے۔ فنڈز کا جو معاملہ ہے اس کے بارے میں میرے کچھ محترم دوستوں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ بلوچستان میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں بھی ہے کہ وہاں ایک سروے کیا گیا ہے جس کے مطابق پانی کا زیر زمین لیول اتنی speed سے نیچے جا رہاہے کہ ایک سال میں یہ دو تین فٹ نیچے چلا جا تاہے۔ اب تو رپورٹ یہ ہے کہ ایک سال میں چار فٹ تک پانی نیچے جا رہاہے۔ اگر یہی حالت رہی تو وہاں کے لوگوں کے لئے وہاں رہنا ناممکن ہو

جائے گا اور پورا بلوچستان ایک ریگستان کی شکل اختیار کر جائے گا۔

جناب چیئرمین ! باقی صوبوں میں پھر بھی تھوڑا بہت نہری پانی ہے ' جنگلات ہیں یا کچھ دیگر سہولتیں ہیں لیکن ہمارے پاس پینے کے پانی کی بھی کمی ہے - بجلی کی کمی ہے - میرے خیال میں اس سلسلے میں باقی صوبوں کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے - اس حوالے سے میں صرف یہ کہوں گا کہ ایک ٹیم بنائی جائے ' یہ میری ایک تجویز ہے ' ماننا یا نہ ماننا ' ان کا اپنا کام ہے کہ یہ پورے ملک کا سروے کریں اور یہ دیکھیں کہ کن صوبوں میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے جو کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے میسر نہیں ہو سکتی ہیں - میں عرض کرتا ہوں کہ کشکول لے کر مانگنا تو ہماری عادت ہے ' ہم ان ضرورتوں کے لئے بھی کچھ فنڈز یہاں ' وہاں گھوم کرلائیں - یہ علیحدہ بات ہے کہ بعد میں اس میں کچھ خود کھائیں گے ' کچھ پراجیکٹس بنائیں گے ' کچھ مکمل ہوں گے اور کچھ کو بیچ میں ہی چھوڑ دیں گے۔ بہرحال میرے عرض کرنے کا مقصد جناب چیئرمین یہ ہے کہ ہمارے صوبے بلوچستان کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے -

جناب والا ! یہاں پر پہلے بھی فنڈز کے بارے میں ہمارے کچھ دوستوں نے گلہ کیا ہے حالانکہ ان کا تعلق حکومتی پارٹی سے ہے ' یعنی برسراقتدار پارٹی سے ہے کہ ہمیں فنڈ نہیں مل رہے ہیں۔ کل انہوں نے اپنی تقریر میں چیئرمین صاحب سے request کی کہ جناب چیئرمین ! آپ کے توسط سے حکومت ہمیں فنڈز دے - جب ایک حکومت کا اپنا نمائندہ اتنا مایوس ہو چکا ہے اپنی ہی حکومت سے کہ وہ چیئرمین صاحب کے ذریعہ سے اپنی ہی حکومت سے فنڈز مانگ رہا ہے تو ہم بھلا ان سے کیا فنڈز مانگ سکتے ہیں -

جناب والا ! جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں نے اپنے صدر ' جناب فاروق لغاری صاحب کے دو رخ دیکھے ہیں - ایک وہ رخ ہے جو الیکشن سے پہلے تھا اور دوسرا وہ رخ ہے جو الیکشن کے بعد کا ہے اور جب وہ صدر پاکستان بنے تھے - جناب والا ! اب زمین و آسمان کا فرق ہو چکا ہے - کاش ! یہ صدر وہی سردار فاروق لغاری ہوتے جو الیکشن سے پہلے تھے یا ان کی سوچ وہی رہتی - بہرکیف ان کو خدا نے صدر پاکستان کے فرائض انجام دینے کا موقع دیا ہے - اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ صدارت کے بغیر بھی اپنی قوم کا ' اپنے علاقے کا نمائندہ ہے اور ایک قبیلے کا سردار ہے - یہ رسم و رواج سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔

ہمیں توقع ہے کہ وہ مسائل جو ہمیں درپیش ہیں ، ان کو سمجھتے ہیں کیونکہ وہ بھی ہماری طرح ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ وہ بھی قبائلی سسٹم سے واقف ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی طرف سے ہی کافی مسائل پر قابو پانے کی کوشش کریں گے ۔

میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ میں نے پہلے بھی عرض کیاتھا کہ کوئی ایسی بات باقی نہیں رہی ہے کہ ہم اس پر کچھ کہہ سکیں ۔ البتہ ایک بات جو میں کہوں گا ، وہ یہ ہے کہ مجھے اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ اس تقریر میں صدر کی رضا مندی شامل نہیں تھی۔ یہ بات کل ہمارے معزز ساتھی یحیی بختیار صاحب نے clear کر دی تھی کہ اس تقریر میں صدر صاحب کی رضامندی شامل نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ تقریر کسی اور جگہ سے لکھ کر ان کے سامنے رکھ دی جاتی ہے ۔ اس لئے اس ہاؤس کی طرف سے ایک request ہے کہ آئندہ کے لئے ، خواہ کوئی بھی صدر ہو ، اسے کم از کم اعتماد میں لیا جائے اور پھر تقریر تیار کی جائے ۔ مہربانی ۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین ۔** شکریہ ۔ ملک نور شیر صاحب ۔ نہیں ہیں، حج پر گئے ہیں ۔ absent ۔ گلزار احمد خان صاحب ۔۔ بیمار ہیں ۔ absent ۔ جناب سرتاج عزیز صاحب on this side ۔ نہیں ہیں ۔ فضل آغا صاحب ، حج پر ہیں ۔ میر افضل خان صاحب ، وزیر صاحب ۔

ایک معزز رکن ۔ لندن گئے ہوئے ہیں ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین ۔** میر افضل خان ، وزیرکشمیر افیرز کی بات کر رہاہوں ۔ وہ بھی اس وقت ایوان میں نہیں ہیں ۔۔ ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔۔ وہ بھی اس وقت ایوان میں نہیں ہیں ۔ He is absent today ۔ پروفیسر ساجد میر صاحب ۔

**جناب ساجد میر۔** بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔

کہیں تو کس سے کہیں چشم اشک بار کی بات
شب فراق کا افسانہ ، انتظار کی بات
آزاد مرگ تمنا دل فگار کی بات
میرے وطن کی کہانی ، میرے دیار کی بات

جناب چیئرمین ! صدر مملکت کا خطاب کن حالات میں ہوا ؟ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ملک ایک بہت بڑے بحران سے دوچار ہے اور بین الاقوامی دباؤ کا شکار ہے لیکن جناب صدر نے

تمام اندرونی اور بیرونی مسائل سے آنکھیں چرا کر اس انداز میں تقریر کی کہ گویا کہ تمام مسائل حل ہو چکے ہیں اور ایک ہی مسئلہ باقی ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر مکمل کرنا ہے ، خواہ اس کے لئے کتنے ہی اراکین اسمبلی کو مار مار ہسپتال پہنچانا پڑے ۔

جناب والا ! دوسری طرف سے صدر کے خطاب کے دفاع میں جو تقاریر ہوئی ہیں ، ان میں زیادہ تر اپوزیشن پر الزام تراشی اور طعن تشنیع سے کام لیا گیا ہے ۔ ہمارے محترم دوست جناب حسین شاہ راشدی نے کبھی تو اپوزیشن کو "نون غنہ" کہہ کر اپنے ساتھیوں سے داد وصول کی اور کبھی گزشتہ حکومت کی کشمیر پالیسی کے سلسلہ میں انہوں نے یہ فرمایا کہ وہ کشمیر کا نام اس طرح نہیں لیتے تھے جس طرح سگھڑ بیوی اپنے خاوند کا نام نہیں لیتی۔ جناب ! ان کا یہ رویہ ملک کی مضبوط ترین ، موثر ترین اور محب وطن اپوزیشن پارٹی کے ساتھ ہے اور مذاق کا یہ رویہ صرف اپوزیشن کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ملک کے ساتھ بھی ہے ۔ ملک کے مسائل کے ساتھ ہے ۔ جمہوریت کے ساتھ ہے اور ملک کو اندرون اور بیرونی طور پر جتنے بھی مسائل درپیش ہیں ، ان کا انہوں نے مذاق بنا رکھا ہے ۔

آج سے تقریباً ایک سال پہلے مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کا مسئلہ بڑے زور و شور سے سامنے آیا ۔ وہاں کے لوگوں نے اپنا خون دے کر اصولی طور پر یہ بات منوائی کہ کم از کم پاکستان کے اس علاقے میں شریعت کو نافذ کیا جائے گا۔ لیکن اس فیصلے کو عملی شکل دینے میں بلاوجہ تاخیر کی گئی ۔ اس اثناء میں پورا ڈویژن اور پورا علاقہ شریعت یا شہادت کے نعروں سے گونجتا رہا ، اسلحہ بھی اکٹھا ہوتا رہا لیکن حکومت غافل رہی ۔ اور اس نے اس سلسلے میں نہ کوئی توجہ کی اور نہ کوئی اقدام کیا ۔ بالآخر اکتوبر میں جاکر ایک شریعت پیکج جس طرح کا بھی تھا تیار ہوا لیکن اس کے نفاذ اور اس کے اعلان میں بھی وزیر اعلی سرحد نے جان بوجھ کر تاخیر کی ۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک ایک یا دو ضمنی الیکشن جیتنا، نفاذ شریعت سے زیادہ اہم تھا اور انسانی جانوں سے زیادہ اہم تھا۔

جناب والا اسی تاخیر کی وجہ سے یہ تمام افسوسناک واقعات جو مالاکنڈ ڈویژن میں ہوئے ، پیش آئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی انسانی جانیں نفاذ شریعت پر قربان ہوئی ہیں ان سب کا خون وزیر اعلی سرحد کی گردن پر ہے ۔ جناب والا یہ وہی وزیر اعلی ہے جن کو اقتدار میں لانے کے لئے اس ملک کے اندر محاذ آرائی کی ابتدا کی گئی ۔ حالانکہ لیڈر آف دی

اپوزیشن نے موجودہ قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ، افتتاحی اجلاس میں یقین دلایا تھا حکومت کو ، کہ وہ جمہوریت کی بحالی ، استحکام ، اور ملکی بقاء اور ترقی کے لئے ہر قسم کا تعاون کریں گے ۔ سرحد میں ، بلوچستان میں ، پنجاب میں ، سندھ میں جو رویہ اس حکومت نے اختیار کیا ہے اس کا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ اپوزیشن کی طرف سے تعاون ملنے کی تمام راہیں مسدود ہوتی چلی گئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پی پی اور پی پی کے اس چہیتے وزیر اعلی جن کے ہاتھ مالاکنڈ کے شہیدوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں ۔ اور جن پر ملک میں سیاسی محاذ آرائی شروع کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ چہیتے وزیر اعلی پر مقدمہ چلنا چاہئیے اور وہ دن آئے گا کہ انشاء اللہ ایسے لوگوں پر مقدمہ چلے گا ۔ آج اصل مجرموں کو نظرانداز کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کو نشانہ احتساب اور انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ پنجاب کے وہ گورنر ، اور پنجاب کے وزیر اعلی ، جو گزشتہ دور میں حکومت کے اندر ہوتے ہوئے وفاق پر حملہ آور ہوئے وہ تو پاک ہیں ، وہ تو صاف ہیں ، وہ تو مقدمات سے بری ہیں لیکن بغاوت کا مقدمہ قائم کیا جاتا ہے پیر بن یامین پر ، سہیل ضیاء بٹ پر ، اعظم چیمہ اور حبیب اللہ پر ، حالانکہ اصل باغی وہ ہیں جنہوں نے حکومت میں ہوتے ہوئے وفاق پر چڑھائی کی اور اس کو کمزور کرنے کی سازش میں شریک ہوئے ۔

جناب والا توہین رسالت کے اہم مسئلے کو جو مسلمانوں کی عقیدت اور جذبات کا مسئلہ ہے اس کو بھی اس حکومت نے مذاق کا نشانہ بنایا ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ توہین رسالت کے مجرموں کی کس طرح حوصلہ افزائی ہوئی ، کس طرح out of turn ہائیکورٹ میں مقدمہ لگوایا گیا۔ اور کس طرح ان کو بری کرواکر سرکاری پاسپورٹوں پر باہر بھیجا گیا اور مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ان کو مزید طعن و تشنیع اور مزاح کا نشانہ بناتے ہوئے صوبے کے وزیر اعلی نے کہا کہ اگر مدعی کے کہنے پر اس کو بٹھانے کے لئے اور مقدمہ واپس دلوانے کے لئے ڈی سی گوجرانوالہ نے یا کسی نے ایک مربع اراضی کی پیشکش کی تھی تو یہ ڈی سی کا اور مدعی کا آپس کا معاملہ ہے ۔ حکومت کا اس سے کوئی concern نہیں ہے کیونکہ ڈی سی نے وہ مربع اپنی جیب سے تو نہیں دینا تھا ۔ یہ اوپر سے اس کو حکم تھا کہ اس سے compromise کرو۔ چاہے اس کے لئے

کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے اور ایڈووکیٹ جنرل نے مزید مذاق کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو تو خوش ہونا چاہئیے کہ توہین تو ہوئی ہی نہیں ۔ سوال یہ ہے کہ وہ چٹیں جن پر ایسی عبارتیں تحریر تھیں جن کو کوئی بھی بیان کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ' وہ آخر کس نے لکھیں ' اور کس نے وہاں ڈالیں مسجد میں ۔توہین رسالت جیسے مسئلے کو بھی انہوں نے مذاق کا نشانہ بنایا۔ یہ لمحہ فکریہ ہے تمام مسلمانوں کے لئے اور دینی قوتوں کے لئے اور میں کہوں گا کہ خاص طور پر ان جماعتوں کے لئے جو اس حکومت کو لانے میں بالواسطہ طور پر مددگار ہوئیں یا اس کو قائم رکھنے کے لئے اپنا رول ادا کر رہی ہیں اور ان کی نذر کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ

بڑے خطرے میں ہے حسن گلستان ہم نہ کہتے تھے
چمن تک آ گئی دیوار زنداں ہم نہ کہتے تھے

جناب والا' اس کے ساتھ ساتھ کراچی کے مسئلے کو بھی ان لوگوں نے مذاق کا نشانہ بنایا ۔ ہمارے ایک ریٹائرڈ ائر مارشل جنہوں نے 1965 کی جنگ میں نمایاں کردار ادا کیا تھا انہوں نے کہا کہ 65 کی جنگ میں بھی پاکستان کے اتنے لوگ شہید نہیں ہوئے تھے جتنے کراچی میں مارے جا چکے ہیں ۔ لیکن ملک کی وزیراعظم کا کہنا یہ ہے کہ یہ چند تھانوں کا مسئلہ ہے۔ پورے شہر کا مسئلہ بھی نہیں ہے شہر کے چند تھانوں کا مسئلہ ہے ۔ اس سلسلے میں یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ بیٹی کی ذہانت اس معاملے میں کم از کم باپ سے بڑھ گئی ہے ۔ جناب والا ! بھٹو صاحب کو لیاقت باغ فائرنگ کے سلسلے میں argument نہیں سوجھی۔ وہ بھی کہہ سکتے تھے کہ کیا ہوا پاکستان کے بہت سے شہروں میں راولپنڈی ایک شہر ہے اور راولپنڈی شہر کے ایک باغ میں معمولی سی فائرنگ ہوئی ہے ۔ انہوں نے تو اس طرح defend نہیں کیا اپنے فعل کو لیکن بیٹی یہ کہہ رہی ہے کہ کراچی کا مسئلہ جیسے کے پورے پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے اور پورے شہر کا مسئلہ بھی نہیں ہے بلکہ چند تھانوں کا مسئلہ ہے ۔ یہ argument ملک کے اندر بھی دی اور ملک سے باہر بھی یہی کہا گیا اور یہ وہ argument ہے جو اس سے پہلے جنرل ڈائر کو بھی نہیں سوجھی تھی۔ وہ بھی کہہ سکتا تھا کہ امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں گولی چلی ہے پورے انڈیا میں تو کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہوئی تو پورے انڈیا کے لوگ اس پر کیوں تڑپ رہے ہیں۔ اس کو بھی یہ argument نہیں سوجھی تھی۔ یہ ظالمانہ سنگدلانہ argument جو اس سلسلے میں ملک کی وزیر اعظم

نے انتہائی غیر ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے پیش کی ہے ۔ ہم نے بار بار کہا کہ ایم کیو ایم وہاں
کی ایک مضبوط سیاسی قوت ہے حالات کو normalize کرنے کے لئے ان کا تعاون حاصل کریں ۔
ہمارے وزیر داخلہ صاحب------

( اس موقعہ پر ہاؤس میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ جناب ساجد میر صاحب اذان ہوئی ہے، نماز کا وقت بھی ہے
آپ اس کو wind up کرنا چاہیں گے یا کل تک رکھیں گے ۔

**جناب ساجد میر** ۔ نہیں جی کل مکمل کروں گا ۔

Mian Raza Rabbani: He should wind up just now.

**جناب ساجد میر** ۔ اس طرح windup نہیں ہوسکتی

Mr.Deputy Chairman: I have given the floor ten minutes before.

دس منٹ پہلے میں نے ان کو فلور دیا ہے ۔ ایسی بات نہیں ہے So the House is adjourned to meet again tomorrow at 10.am.

*{Then the House was adjourned to meet again on Thursday, May, 18, 1995 at 10 of the clock in the morning}*